



بہترین خد او دلایزال و فضائل نیز و متعال نسخہ عجیب

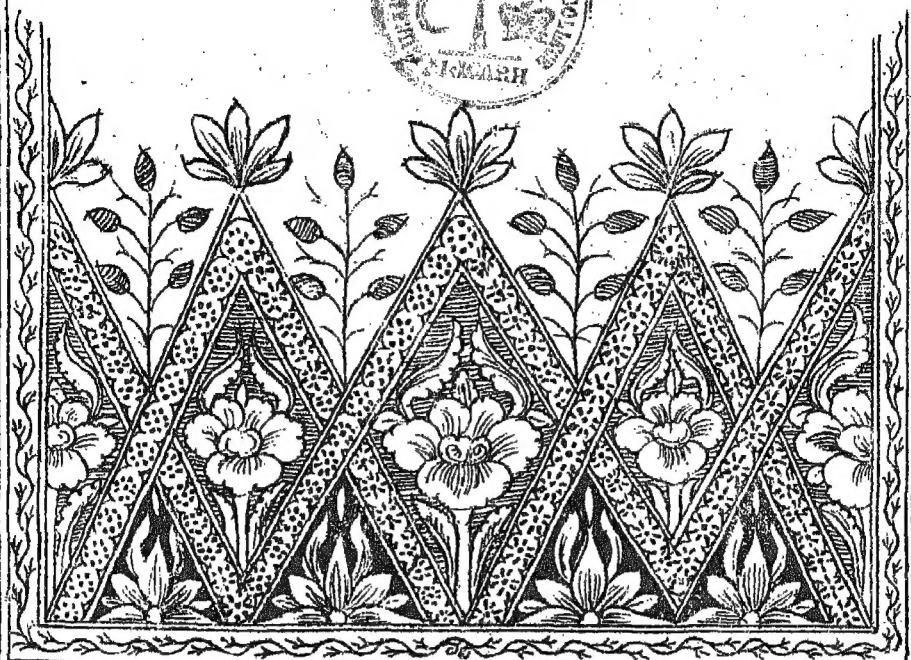
موسوم بہ
تعلیم النساء ہمنو و بھرت کھنڈ

جسکو بنظر فوائد عام
مشتی چتر بھوج سہای بہار گوشہ سابق پروپرائٹر مطبع آفتاب عالم آباد
حال تواریخ نویسن سلع اجمیر مقینہ محکمہ اکسٹرا سٹاٹ کسٹ ہماور بندوبست
تصنیف کیا اور سرکار گورنمنٹ سے ایک ہزار روپے کا حکم

حسب الارشاد فیض بنیاد عادل زمان حاتم دوران جناب ایم کھنڈ
بہار ایم اے ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن مالک مغربی و شمالی کے
مطبع ست پرکاش واقع آگرہ میں

باہتمام نپٹ جوالا پرشاد و جہا گوشہ مالک مطبع کے چھپی

اول مرتبہ - ۸۰۰ جلد



ویباچہ

پیر مائتھالی است اور مہان کون برین کر سکتا ہے ہم تجھ جیون
کی کیا سامر تھ ہے کہ اوس پورن برہم کا جس گاوین اور ہمار
بدیہی کو کہان رسائی ہے کہ سن اور بدیہی کے وسیلے سے اوسکی
شکستی اور مایا کا پار پاوین اس کارن ہکو چپ رہنا اوچت ہے *

شکریہ

جناب فیض آب والا خطاب سرکار گورنمنٹ ہند کی فیض سانی اور جناب
خداوند نعمت ایم کمپین صاحب بہادر ایم لے ڈائرکٹر آف پبلک انشور
ممالک مغربی اور شمالی کی قدر دانی تمام قلم و ہند میں مثالی قضا لمتاب
کے مشہور ہے جسکے نتیجے سے ہر فرد بشر شاد کام اور سرور ہے کیا عمدہ
انصاف ہے کہ علی قدر مراتب ہر ادنیٰ اور اعلیٰ کے علم اور جوہری

قدر و منزلت فرماتے ہیں اور حسب حیثیت و لیاقت علمی کے ہر ایک کی عزت اور آبرو بڑھاتے ہیں جیسے جو یہ کتاب واسطے فیض عام اور اہل ہند کے تصنیف کر کے سرکار میں نذر گذرانی تھی اس کے صلہ میں تین سو روپیہ انعام مرحمت فرمایا گیا اور پانسو جلد میں خرید فرمانے کا ارشاد صادر ہوا اس پرورش اور قدردانی کا شکر میں ادا نہیں کرسکتا کہ اس مقام میں زبان اور قلم کو تحریروں اور تقریر کی طاقت نہیں ہے پیشہ ایسے حکام انصاف پرور کا سایہ مبارک ہمیشہ ہمارے سر پر قائم رہے

کتاب بنانے کا سبب

واضح ہو کہ عقلمندوں کے نزدیک سچ بولنا سب سے عمدہ کام ہے بے وقوف لوگ بناوٹ اور خوشامد کو پسند کرتے ہیں جیسے جو علم اور عقل کی مدد سے ہندوستانیوں کی راہ و رسم اور چال چلن پر خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے ملک کے کل ہندو مسلمان جنکے لچہ میں ایک دوسرے کی دیکھا بھی کتنی سو برس سے بگڑ گئے کبھتھی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اب تک غفلت کی نیند میں عام لوگوں کی آنکھیں ایونیوں کی طرح بند ہیں یہ سب علم اور عقل نہونی کا فتور ہے چنے کے ساتھ گھسن پستابے عقلمند لوگ بیوقوفوں کے ڈر سے جان بوجھ کر اپنے پاؤں میں آپ کھماڑی مارتے ہیں دیکھئے صد ہندوستانی سرکار انگریز بہادر کی مہربانی اور پرورش سے اچھے اچھے عمدہ عہد پر تقرر ہیں اور بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں تو سبھی ان کے سروں پر سداؤں

بنارہتا ہے بہت سی ایسی بری رسمیں ہیں کہ آبرو میں فرق لواتی ہیں پس جب تک مرد اور عورتیں دونوں سمجھیں نہ یا میں سکھ سے گزرنا اور عاقبت میں پیشہ کے سامنے سرخرو ہو کر جانا مشکل ہے اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بیوقوف عورتوں نے بھلے بھلے مردوں کی آبرو کو خاک میں ملا رکھا ہے بہر حال عورتوں کا تعلیم پانا اور علم کے وسیلے سے بھلے اور بُرے کا اون کا اخیر سوچنا بہت ضرور ہے۔

نہایت خوشی اور شکر کا مقام ہے کہ مولوی نذیر احمد صاحب ملوی ڈپٹی کلکٹر بندوبست عورتوں کی درستی اور اصلاح طبقتوں کے لیے بہت محنت اور جانفشانی کے ساتھ خون جگر کہا کر کتاب مرآة العروس بنائی گویا دو لہنوں کے گلے میں انگوٹھ بٹا رہا یا جو کوئی تمیز دار ہو یا بیٹی اوسکو شوق سے پڑھے بے شبہ خانہ داری معاملہ میں ہوشیار اور بول چال میں درست ہو جائیکن تمام ہندوؤں کی عورتوں کو مستند لیاقت نہیں کہ اوس کتاب کو پڑھ سکیں کیونکہ نسبت مسلمانوں کے ہندوؤں کی بواج میں بہت بڑا فرق ہے ان دونوں گروہ کے جدا جدا تمیز اور لیاقت میں فرق ہونیکا سبب لکھا جاتا ہے تاکہ کسی کو محبت اور دلیل باقی نہ رہے۔ اول تو خاص سبب یہی ہے کہ اکثر مسلمان اپنی مت کی کتاب میں پڑھنے کے سبب صحت کے ساتھ تلفظ زبان سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے بوجہ حکم شریعت اور چلن اونکے قدیم ملک کے آپس میں چچا تا یا کی بٹی سے بیاہ شادی کرتے ہیں اونکی لڑکیاں غیر خاندان میں بیاہی نہیں جاتیں اور کبھی ایسا سچوگ بھی ہو تو صرف اتنا کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ سے میں شہر تو اونسے کسی حال میں نہیں چھوٹتا۔ تیسرے اونکے لڑکے اور لڑکیاں اپنے باپ چچا تا یا وغیرہ کو بڑے سنتی ہیں وہی باتیں کہیں

اونکے دلون میں نقش ہوتی ہیں مٹی کے کپتے برتن پر عیا چا ہو نقش ہو سکتا ہے
 پکنے کے بعد تو بہت ہی مشکل ہے مسلمانوں کے بچے بے پڑے ہوئے اور ہندوؤں کے
 پڑے ہوئے ہی برابر نہیں ہو سکتے کد اچت کوئی آدمی بھالت سے یہہ دلیل
 کرے کہ ہندو زمین تو ہزاروں آدمی اُردو فارسی انگریزی ناگری پڑے ہوئے
 ہیں کیا اونکی اولاد کی زبان صاف نہوگی اور اپنے باپ چچا کا ڈھنگ نہ سیکھیں گے
 اوسکا واجبی اور سچا جاق یہہ ہے کہ اکثر بچے عورتوں میں رہتے ہیں اور عورتوں کا
 یہہ حال ہے کہ لکھنے پڑھنے کے نام سے چونکلتی ہیں اور مرد بھی لکھانے پڑانے کو عجیب
 جانتے ہیں پس جیسی اونکی مائیں تمیز دار نہوگی ویسی ہی باتیں بچے سیکھیں گے
 اچھی تقریر اور صاف زبان اور تمیز کیا چاندنی چوک سے مول لائیں گی بڑے
 ہونے پر بھی وہ خوب بچپن کی نہیں چوٹے گی یہہ حال تو شہر والوں کا ہے دیہاتی
 اور قصباتی تو اور بھی گئے گزے ہیں اگر کسی صاحب ہندستانی کو میرے قول پر
 بشواس نہو تو اپنے اپنے گھروں میں دیکھیں کہ کیا برتاؤ ہو رہا ہے اور یوں
 خواہ مخواہ کوئی شیخی گہا ہے اور ڈینگ کی لے تو لوہینے خود دہلی اور اکبر آباد کے محلوں
 میں مرد اور عورتوں کی باتیں سنیں وجہ یہہ کہ خاص لی میں جنیت کے فقیہ چنگیز
 کی کوٹھی کے پاس محلہ مالی واڑہ میں میری سسرال ہے اور فشی گنگا بشن بہار گورنمنٹ
 وکیل مرشد میرے بہائی ایک جدی کاسکان چاندنی چوک کے پاس گہا سی رام کے
 کوچہ میں ہے پندرہ سولہ برس سے اگر وہ میں خوشباش رہتا ہوں بہت دنوں
 خاص کشمیری بازار اور محلہ گڑھتیا اور کوچہ حکیمان اور بولا بیگم کے کٹرے واقع
 باجی تھان نامہ دہلی کٹرہ میں چاہا خانہ آفتاب عالم تاب جاری رہا کسی ایک یہہ

نانی کی منڈی میں شاہ جی کے دربار کے پاس سکونت رہی ہندوؤں میں ہر ایک
 کی بول چال کا نرالا ڈھنگ پایا عام لوگوں کی حالت پر غور کرنا چاہئے خاص لوگوں
 کا ذکر نہیں اگر کسی نے اپنے شوق سے مولویوں اور شاعروں کی صحبت میں ہر
 شعر سخن کے وسیلے سے عمدہ لیاقت حاصل کی تو یہ بات اور ہے فرض کیا
 سیکڑوں میں دس پانچ مردوں نے نام پایا اور انکی طرح اپنا ڈھنگ بنایا تو
 کیا ہوا عورتیں وہ بار کیا سمجھ کہان سے لائینگی۔ چوتھے ہندوؤں میں تین
 ایک خاندان اور ایک شہر کی نہیں ہوتیں اور سیکلی شادی پورب میں ہوئی اور سیکلی
 پیچھم میں لاہور کی بیٹی پیالہ میں اور بنارس کی لڑکی دلی میں بیاہی گئی مہر آ
 دلی والے بیاہ لیگئے اور مہر اولے پرانگ سے شادی کر لائے چاہے گاؤں ہو
 خواہ قصبہ خواہ شہر جہاں ذات برادری کے گھر ہونگے وہاں ہی شادی بیاہ کرینگے
 — پانچویں بموجب رسم شاستر اور مر جاد خاندان کے ہندوؤں میں کمی گوت اور
 ناتے رشتے بچائے جاتے ہیں اسلئے یہ بندوبست نہیں ہو سکتا کہ منشی منشی کو اور
 پنڈت پنڈت کو اور پیشہ ور پیشہ وروں کو اور اہل قلم متصدیوں کو اپنی لڑکیاں نہ
 اور لیں بلکہ متصدیوں اور پنڈتوں کی لڑکیاں پیشہ وروں کو بیاہی جاتی ہیں شہر
 گاؤں میں لڑکیاں دیتے ہیں اور گاؤں والوں کی لڑکیاں شہروں میں بیاہی
 آتی ہیں اس سبب اگر ایک گھر میں دس عورتیں ہیں تو الگ الگ سبب جگہ و مکان پر
 سیکھے اور سب کی بول چال موافق انکی لیاقت اور پیدائش شہر اور قصبہ اور
 گاؤں کے بل جمل کر اور ہی طرح کی ہو جاتی ہے اسی کے مطابق مردوں کا حال
 دیکھ لو بیت آدمی ایسے ہیں کہ اردو فارسی پڑھنے کے بعد ہی انکی زبان سے صحیح

حرف نہیں نکلتا پس جو لوگ کہ کچھ بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اذکا کیا پتا ہے۔
 ان سب باتوں کے سوا ابھی تک کوئی ایسی کتاب اردو ناگری میں چھپی ہوئی نہیں
 میں نہیں آئی کہ جسکو پڑھ کر ہندوؤں کی عورتیں خانہ داری کی تمیز اور لیاقت پیدا
 کر کے اپنے اپنے خاندان کی بری اور بھلی رسموں سے واقف ہوں اور اپنی اور
 مردوں کی عزت اور آبرو کو بچائیں سب سے پہلے جڑ درست ہونے کے لئے
 لڑکیوں اور اونکی ماچھی تائیوں کو کتابوں کے وسیلے سے اچھی اچھی باتوں کا
 سکھانا اور بری عادتوں کا چھڑانا بہت ضرور ہے اور امید ہے کہ جب اونکو
 سہولیت سے سچی سچی باتیں سوجھانی جائیں تو رفتہ رفتہ اونکے دلوں میں نیک
 عمل کا اثر پیدا ہوا آخر لکھے پڑھے آدمی کو کچھ تو لاج آوے ہی گئی پھر آپ سے
 آپ وہ پرانی چالیں جنسے دین اور دنیا دونوں بگڑ گئے اور بگڑتے جاتے ہیں
 چوٹ جائیں گی۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے بیچ کے زمانہ سے اب تک بہت فرق
 ہو گیا یا تو یہ حال تھا کہ اونچے گھروں میں عورتوں کا لکھنا پڑھنا اپنے نزدیک
 منجوس و رگالی سمجھتے تھے یا اب اچھی سمجھ آ جانے اور علم پڑھنے سے پنڈت برہمن
 لوگ بھی جنکی ڈوری میں ہندوستانی ہر قوم کے آدمی بندھے ہوئے ہیں لڑکیوں اور
 عورتوں کی تعلیم میں دل ورجان سے کوشش کر رہے ہیں جیسے پنڈت منشی مہر
 صاحب مدرس نارمل سکول آگرہ اور پنڈت کنج بہاری لال صاحب ٹی ٹی انسٹیٹیوٹ
 مدراس آگرہ اور ہر جگہ کی سوسٹی کے میمبرات اور دن اسی خیال میں رہتے ہیں
 آئیے بیٹے بھی عوام کی بھلائی اور آرام کے لئے اس کتاب کو لکھا یہ بات مگر
 تھی کہ دلی اور لکھنؤ خاص کے محاوروں کو کام میں لاتا اور میا کسیدر شعر و سخن کا

شوق ہے لوگوں کو اپنی طبیعت کی تیزی اور چالاکی دکھانا لیکن بالکل مناسب
 بنانا کیونکہ اگر ایسا بچا کر لیا تو جس رائے سے کہ یہ کتاب بنائی ہے وہ مطلب
 فوت ہو جاتا اور ہندوؤں کی لڑکیاں اور عورتیں اس مضمون کو کچھ نہیں سمجھتی
 کیونکہ وہ علم خاص مسلمانوں سے جاری ہوا ہے سب طرح سوچ سمجھ کر بہت ہی سیدی
 سیدی بول چال میں مطلب لکھا تا کہ پڑھتے وقت لڑکیاں اور عورتیں نہ اوجھیں
 اور اسی کا ترجمہ ناگری بھاشا میں بھی کیا گیا اور سکاناتام سکاشمتر سندھو آریہ بابا
 ہے۔ اس سے پہلے ایک کتاب آئینہ خرد اردو بنائی ہے چنانچہ سہ کار
 فیض آثار نے بنظر قدردانی اسکو رجسٹر میں درج فرمایا اور سکایہ ڈھنگ ہے کہ
 مرد ہو خواہ عورت کوئی کسی ذات اور مذہب کا آدمی ہو اسے پڑھنے تو جی بگری
 مگر شرط یہ ہے کہ عقل کا دشمن اور خود پسند اور جو ٹھی و لیل کرنے والا ہو اسکا
 خلاصہ ناگری زبان میں لکھا جسکا نام گیان چند روک بدھ پرکاش ہے یہ چاروں
 کتابیں سرکار گورنمنٹ کی نگرانی گئی ہیں۔ دل میں دریافت کرنے سے یہ بات
 ثابت ہوئی کہ الگ الگ خاندان اور ذات میں ہزاروں زمین بری اور بھلی جاری
 ہیں اور سب کا تفصیل وار حال کہنے میں تو پوری واقف کاری چاہئے اور یہ
 دریافت کرنے کے بعد تفصیل وار لکھا جائے تو ہر ایک ذات کی ایک ایک کتاب
 الگ الگ بن جائے اور اس طول طویل میں اصلی مطلب ہاتھ سے جاتا رہے
 اسلیئے اکثر جو سب لوگوں میں بیوقوفی کے سبب بری باتیں جاری ہیں وہی کہ
 لکھا گیا اسی کو پڑھیں گے اور جو ٹھہ کو جو ٹھہ اور سچ کو سچ سمجھ کر اس پر عمل کریں گے
 تو مرد و عورت بہت بڑا فائدہ اٹھائیں گے پریشدہاے سر پر قدردان لوگوں کو

سلامت رکھے کہ اونکی بدولت ہم لوگ انسان بنتے جاتے ہیں اور کچھ کچھ بڑے
اور بچے بیچانے کی تمیز آتی جاتی ہے اگر پریشد ہائے جسم کے ایک ایک
بال کو گویائی کی طاقت بخشے تو بھی ہم سرکار کی پرورش و رقد رانی کا شکر
ادا نہیں کر سکتے ۔

ہندوؤں کی لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم

کاشی کا مذکور ہے کہ دیودت نامی ایک پنڈت پتھر کی گلی میں رہتا تھا سنسکرت
بدیابہت اچھی جانتا تھا بلکہ کئی سہا بھی جیت چکا تھا اوسکی گنتی خاندانیوں میں
تھی لیکن اوسکو جیو کا کاسوچ آٹھ پہر رہتا اوسی تنگی اور غلٹی میں ایک لڑکا چاند
کا ٹکڑا پیدا ہوا اوسکو بابا نے پالا پلو سا برس دن کا ہوا تو چلنے پھرنے بولنے
چالنے لگا اوسکی بڑی شروعات سے ہی ایسی تیز تھی کہ پانچ سات برس کے لڑکے
کی برابر بات چیت کرتا تھا پانچ برس کا ہوا تو دیودت نے اوسکو تیج وان
عقلن جانکر بدیا کا آرنجھ کرایا تھوٹے ہی دنوں میں اوسنے امرکوش زبانی
یاد کرا دیا چھٹا برس جب لگا بیا کرن شروع کرایا دو برس میں اوسنے اچھی طرح
بیا کرن پڑھ لیا ارنجھ لگانے اور مطلب سمجھنے کی کچھ کچھ ہمت بڑھی پریشد کی
قدرت تھی دیکھتے دیکھتے وہ تو دس بارہ برس کی عمر تک کئی شاستر پڑھ گیا۔
پنڈت دیودت نے ایک دن اپنے من میں سوچا کہ لڑکا اپنے گھر کی بدیا میں تو
ہو شیار ہو گیا لیکن اس زمانہ میں اس بدیا کے وسیلہ سے دھن دولت نہیں
نہیں ہوتی بلکہ نت کے کہانے پینے کا بھی سہارا نہیں اور سنسار میں کیول
پہچیں کے پرتاپ سے آبرو ہے اور سب کی آنکھوں میں دھن وان پیارا معلوم

ہوتا ہے اور خاندان کا نام بھی دولت ہی مشہور ہوتا ہے دلہری کو کوئی
 نہیں پوچھتا ان باپ عورت بہانی دوست سب کو کھٹو برا معلوم ہوتا ہے سینے
 بدون جیو کا کے بہت دکھوں سے دن کاٹے بہنیک مانگنے اور دان پن ایسے
 کئی طرح کا نقصان ہے اول تو یہ کہ بھیک مانگنے والے اور خیرات کا پیسا
 کھا نیوالے کی دنیا میں کوئی قدر نہیں کرتا ہے۔ دوسرے منو سمرتی شاستر کا بھجن ہے
 کہ سونا چاندی اناج کپڑا گائے زمین اور گہوڑا ان سب کو اپنے اپنے والے براہمن کے
 چپ تپ و ہرم پن کرم کا پھل مارا جاتا ہے دوسروں کے پاپ او سکنا ناش
 کریتے ہیں کہوٹا دانہ پیٹ مین جانے سے بدہ بھرت ش ہو جاتی ہے اور مین کا
 در پن اندھا ہو جاتا ہے۔ تیسرے ایسے جیو کا اس لوک اور پر لوک مین سدا
 دکھ و ایک ہے ماتھے پسینے کی کمائی مین برکت ہے سیکڑ دن براہمن مدر منین
 پڑہ لکھ میرے دیکھتے دیکھتے سرکار انگریزی مین بڑے بڑے عہدوں پر مقرر ہو گئے گورنٹ
 کالج اگرہ مین پنڈت شودین نے انگریزی آر دوسنکرت مین ہوشیار ہو کر جیو
 کی ریاست مین ادھکار پایا دسکی دیانت داری اور نیک چلنی کے سبب ہمارا
 صاحب نے اپنے راج کا کل اہتمام اوسکے ہاتھ مین سونپ دیا جتنے انگریز جیو
 مین پولیسکل جنٹ ہے سب اوسکے کام سے راضی تھے اور کی ریاست مین پڑھا
 روپ ناراین پافسور و پیہ کا درما ہا پاتے ہیں اور بیچ مصاجون مین بھرتی ہیں بلکہ
 صاحب پولیسکل جنٹ بغیر انکی صلاح کے کوئی کام ریاست کا نہیں کرتے ہیں
 پنڈت راو من پھول صاحب جسے سرکار انگریزی بہت راضی رہی اور سہری
 مٹی مہارانی کو مین و کٹور یا بادشاہ لندن نے اوسکو کمپنی مین سٹارٹ انڈیا کی

پدوی بخشی اور کئی گاؤں انعام میں دیئے اب بیکانیر کی ریاست میں کل محتاج
 ہیں ہزار روپیہ ماہواری اونکو ملتے ہیں۔ بھرتپور کی ریاست میں جالی بہاری
 لال اگرہ کالج کے پڑھے ہوئے ناگر براہمن اگرہ ہی کے رہنے والے بڑے گیارہ
 اور بدیاوان اور نیک وکیل ہیں۔ گوالیار میں سیکڑوں دکنی پنڈت جنگلی پدی
 راوے بڑے بڑے عہدوں پر ہیں اسطرح سیکڑوں پنڈت براہمن سرکارین
 نوکر ہیں۔ بوندی کی ریاست میں راو راجہ صاحب کہ آپ بڑے بہاری پنڈت
 اور دھرم گرم کے پالنے والے ہیں کل ریاست کا کام پنڈتوں کی صلاح پر کرتے
 ہیں چوری انیانی ڈاکہ کا نام اندون بوندی کے راج میں نہیں رہا سب جا
 سکھی ہے کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا گھر گھر میں بدیا باس کرتی ہے جو کوئی بڑا
 راج کی نوکری سے بڑا بھیک مانگنے والوں اور پروہتانی کرنیوالوں اور
 پن لینے والوں کو کہیں بڑا آدمی نہ سنا بہت براہمن ساری عمر بھیک مانگتے ہیں
 اور جو تش بدیا کے بہانہ سے جوٹھ اور بیچ بولکر اور نادانوں کو دھوکھا دیکر اپنا مطلب
 کرتے ہیں تو بھی اونکے گہروں میں شے برکت نہیں دیکھی۔ مینی سنکرت بدیا تو
 پٹھن ہی گرو کہچہ نہ ہر سیکھا نہ اردو انگریزی پڑھی جسکے وسیلہ سے میں کسی کچھری یا
 یاراجستان میں عہدہ دار ہوتا خیر میری عمر تو کٹ گئی اور دکھ سکھ سے بنا ہوا
 لیکن لڑکا ابھی کچی عمر ہے اسکو ابھی سے اسنی ہنگ پر ڈالا جاوی کہ کیا محتاج
 نہ ہے اور آگے کو اسکی بدی کا گن پر گھٹ ہو یہ بچا کر اپنے لڑکے کو دیو دے
 کالج میں پڑھتی کرادیا اور اسکا نام بدیا دہر تھا پر میشر کی کربا تو اسپر پوری تھا
 اپنی غریبی اور اچھے چال چلن کے سبب اسنے ہمیشہ مدرسہ میں انعام پایا

لوگ اوس سے بہت راضی تھے لڑکے دل اور جان سے اوسکو پیار کرتے تھے
 اٹھ پہرا وہی کی محبت کا دم بھرتے تھے پانچ برس کے عرصہ میں سب بدیاؤں
 میں اول درجہ کا امتحان دیکر پاس حاصل کیا *

بدیاوتی کا بیان

متھرا میں ایک محلہ گہتا منڈی نامی ہے وہاں پنڈت موہن لال کو تو ال جسے
 اگرہ کے گورنمنٹ کالج میں اچھی تعلیم پائی اور اوسکی شادی دلی میں بی مارو
 محلہ میں ہوئی تھی رہتا تھا اور اوسکی استری پڑھی لکھی گئی ان اور لال ج شرم دلی
 تھی اوسکے دولڑکیاں پیدا ہوئیں ایک سے ایک ادھک روپے ان بڑی لڑکی
 کی شادی اگرہ میں کر دی تھی چھوٹی کا نام بدیاوتی تھا ان باپ نے اپنے گھر میں ہی
 اوسکو ادا دل سے اس ترکیب کے ساتھ لکھا یا پڑیا کہ سات اٹھ برس کی عمر تک ہر ایک
 بدیا اور گن میں ہوشیار ہو گئی اوسکی آنکھوں میں ایسی لالچ بھری ہوئی تھی کہ چوہے سے
 ہی کہی مودوں کے سامنے نہیں آتی ان باپ چچا تا یا سب گھر کے مرد عورت اوسکو
 ہاتھ نہیں رکھتے تھے جس دن سے اوسکو بات چیت کرنے کی تمیز ہوئی سو آپڑنے لگنے
 یا جالی کشید کاڑھنے یا ہر چہ چا اور گیان کے اور کسی بات سے وہاں نہیں کہا جے
 اور چلبلی لڑکیوں کے پاس بیٹھنے سے سد اگہ براتی کہیل کو دا اور بہاگ دوڑ کا ٹوکا
 ہی کیا تھا۔ متھرا انگری ہندوؤں کا تیرتھ ہے وہاں اکثر عورتیں نہت جہنا پر نہا
 کو جاتی ہیں ہر ایک ذات کی بھوپتیوں نے کو سنگ کے کارن جو شے پریم میں مل
 ہو کر مور کہتا ہے یہ دستور کر کہا ہے کہ پہرات ہے سے جہنا انسان کرنے کو
 اوشھہ جاوین اور سائے زمانہ میں پہرتی پھرتی مندروں میں ٹکرن کہا تین چچا

گھڑی دن چڑھے اپنے اپنے مکانوں پر لوٹ کر آدین کتنی ایک عورتوں کا حال
 کہ آدھی دھوئی کمرے باندھی آدھی اوپر سے اوڑھی لوٹیا ہاتھ میں لیے ہوئی
 اسی روپ سے سر بازار کی بندی سودا سلف دوکان دوکان سے مول لیتی
 چلی گئیں جو کوئی راستہ میں جان پہچان کا آدمی مل گیا تو اسکو دیکھ کر مومخہ ڈال لیا
 اول تو بدیاوتی اور اسکی مان دونوں بدعنوان اگلی پہلی سوچنے والی تیر
 پنڈت موہن لال شہر کا کو تو ال گھر بھراو سکے ڈر سے کانپتا تھا کیا مجال تھی کہ دیوتی
 سے باہر قدم رکھیں بلکہ بدون سواری کے باہر نکلنے کو سبھاری عیب اوگالی سمجھی
 تہین اونے اور نرلج عورتوں سے کیا نسبت بدیاوتی کی بدعنوانی اور بھاگوانی کا
 کیا کہنا ہے جبکہ چوٹی سی عمر میں پورا گیان دیوتاؤں کی استریوں جیسا روپ
 کچے کچے بجن بنانے میں ہمارا جیسا نام اور روپ ویسی ہی گنوں میں بھرو پڑھنے
 عورتیں اور مرد اسکا چال چلن اور لیاقت دیکھ کر اشچر ج کرتے اور کہتے کہ یہ لڑکی تو
 کوئی دیوتا ہے سرگ لوک سے یہاں اگر جنم لیا ہے کوئی عورت کیسی ہی کوٹے سبھاؤ کی ہو
 ایک بار بھی اسکو دیکھ پاتی بنا دامون کی چلی ہو جاتی ایسا اچھا سبھاؤ تھا کہ کہنی ٹاک
 میں بل اور ماتھے میں سل ہنہن ڈالتی دھن بہاگ اون مان باپوں کے جھکے
 گھر میں بدیاوتی جیسی کنڈیا جنم لے اور اچھی کمائی اون ساس سے اور بیٹوں کی
 جگہ آگے ایسی ہو بیای آوے پھوٹے نصیب اوس گل کے جہان چڑیلین اکھٹی
 دونوں ان بیٹیوں بلکہ گھر گھر کا یہ سبھاؤ تھا کہ موہن لال کی بدون اجازت کے
 کوئی کام نہ کرتیں۔ اکثر اونچے اونچے گھروں میں منہارن دھوبن کہاں ناہن ناہن
 اس قسم کی عورتوں کی بہت کچھ بدورفت رہتی ہے اور بے شعور عورتیں کو سنگسار

کامرن اونسکے دم میں آکر بیدھڑک ایسی حرکت کر بیٹھتی ہیں کہ پھر ساری عمر سوتی ہیں
اور پچھتاتی ہیں اونسکے دھوکے اور نادانیوں کا حال آگے کسی موقع پر لکھا جائیگا
ان ذاتوں کی عورتوں کی رسانی بھول کے گھر میں تھوڑی ہی تھی +

پدیاوتی کی سگانی اور بیاہ کا ذکر اور لڑکیوں کی تعلیم کا بیان

جب پدیاوتی سات آٹھ برس کی ہوئی اونسکے مان باب کو بیاہ سگانی کا سوچ
ہوا اور دھڑکے کی تلاش میں دوست آشناؤں اور ناتہ رشتہ داروں
کے نام خطا بھیجے شروع کیے اور کسی جگہ سے ٹوے منگوائے پر کسی سے ثابت
میل نہ لکھا یا کچھ نہ کچھ فرق رہ جاتا تھا کہیں تو لڑکا چھوٹا کسی کے کھوئی گرہ کہیں
ایسا رشتہ اثر اہوا کہ جہاں سنگنی نہ سکین کوئی ناڑ یا بروہہ کوئی میٹھلیک کسی
لڑکے کے گن اور برن لڑکی سے نیچے درجہ پر کوئی لڑکا صورت کا اچھا نہیں
کوئی مور کھ کسی کے مان باب مہا کھوٹے کلکیش کی صورت تھے تو ہن لال کورت
اور دن اسی سوچ اور بچا رہ میں کھانا پینا سونا بیٹھنا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا اور
یہ ظاہر ہے کہ دیکھتی آنکھوں کوئی ہی دانا اور عقلمند اپنی بیٹی کو کنوے میں
نہیں ڈھیلیتا ہے پھر پدیاوتی سی بیٹی آنکھ کا تارا پرانوں سے زیادہ پیاری کو
جب تک اونسکے لایق جوڑا نہیں ملتا ایسی ویسی جگہ کیونکر ٹپک دیتا ہاں بہت ہی
ذاتوں میں کتنے ایک ایسے ہی بجلے اش ہیں کہ گیان نہونے کے کار لایج
کی رسی میں جکڑ کر بیٹی کو بیچ ڈالتے ہیں بہت جگہ آنکھ سے دیکھنے میں آیا کہ لایج پانچ
سات سات ہزار روپیہ سے لیکر پانسو چار سو روپیہ تک ٹھیرا کر بچاری لڑکی کو کسی
بورسے یا سو رکھ یا بالک یا عیب دار کے ساتھ بیاہ دیا دس پانچ برس بھی سننا اور

آئند نہیں ہو گے کہ بوڑھے جی صاحب پر دم کو سدھار گئے مثل مشہور ہے
 کہ بی بی برجگ اور میان گورجوگ اور عیث ار کے پلے جو لڑکی بندھی ہو
 گہر کبھی بسا ہی نہیں آٹھ پہر کھاتے پیئے سوئے بیٹھنے کا دکھ جی کو بنارہا بالک
 کے ساتھ بواہ کیا تو جب تک وہ جوان ہوا لڑکی کی جوانی ڈہلی او سکا سکھ یون
 خاک میں ملا سو رکھ کے ساتھ رات اور دن لڑائی جھگڑے گالی گلوں مار پیٹ کٹیش
 میں گزار دیتی ہے تو کپڑا نہیں کپڑا ہے تو روٹی نہیں اکثر مہارو رکھ عورتیں اپنے
 ساس سے بے صلاح پوچھتی ہیں نہ اپنے خاوند کا کہنا مانتی ہیں اپنے آپ ہی بد
 سوچے بچاے یہودہ جگہ منگنی کر دیتی ہیں نہ تو لڑکے کی عمر دیکھتی ہیں نہ اوسکی
 عقل و ہوشیاری پر خیال کرتی ہیں نہ اوسکے چال چلن پر دھیان ہوتا ہے نہ
 اوسکی مان کو اور سچے کو گھنے میں لدا ہوا دیکھ کر سچل جاتی ہیں پیرا نہیں کی جوتی
 پیرا ٹھکا فضیحتی ہوتے دیکھی اور سنی سیکڑوں جگہ نادانی کے کارن سگایا
 ہی چوٹی ہوئی اور گھنے پہرتے ہوئے دیکھ بڑوں کا قول ہے جو مت کا
 بیٹا ہوا اوسکی کون سے بات پہلے تو سوچت نہیں پیچھے کو پچھتاوت
 برادری میں تہو تہو ہوتی ہے پاڑ پڑوسی ہستے ہیں جو لوگ خاندان اور اونچی
 ذات کے ابھان میں مرتے ہیں اونکی بیوہ قوی اور کچھ سمجھ کا یہ حال ہے کہ پہلے
 سوچ کر کام کریں تو کیوں بدنام ہوں۔ بدیاوتی کے مان باپ ایسے نادان اور
 بے سمجھ ہوڑے ہی تہہ جسکے سبب چار دن پیچھے دکھ کے ساگر میں ڈوبتے۔ پڑت
 موہن لال کو تو ال کے دوستو نہیں سے ایک کہتری صاحب نروتم نامی دلی کے
 رہنے والے بنارس کالج میں ہیڈ ماستر تھے اوہوں نے اونکو ایک خط اس مضمون

لکھا کہ یہاں یہ صاحب بدیاوتی آپ کی ہتھیجی جسکو تھنے گو دین کہلایا تھا بیاہ سگانی
 کے لایق ہو گئی اور بھنے تمام شہروں میں اونچے اونچے ٹھکانے چہان ماسے پر
 بدیاوتی کے لایق جوڑ نکلا آپ کی مہربانی اور کوشش سے کاشی میں کسی بھلے گہن
 بدہ لمجائے تو میں زندگی کا پہل پاؤں اور گنگا نہادون آٹھ پرسی سوچ کی آگ
 میں جلا جاتا ہوں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بدیاوتی کی لیاقت سے اچھی طرح واقف
 تھے اور اپنے شاگردوں میں ایک ایک کو جانتے تھے اونکی نگاہ سوا بدیاوتی ہر کے
 اور کسی پر نہ ٹھہری خط کو پڑھ کر بدیاوتی ہر سے حال گوت اور شاکیا اور شامین وغیرہ
 کا پوچھکر اوسوقت یہ جواب لکھا کہ اس شہر میں پنڈت دیودت خاندان اور
 بدیاوتی نامی گرامی ہیں اونکا لڑکا بدیاوتی ہر کی عمر تیرہ چودہ برس کی ہے کالج
 میں میرے پاس پڑھتا ہے اونکی لیاقت کا تو یہ حال ہے کہ پاسو لڑکوں میں اونکی
 برابر ایک لڑکے کا بھی نہ ذہن ہے نہ عقل ہے نہ لیاقت ہے روپ میں چاند سورج
 کو شرماتا ہے میری زبان کو تو طاقت نہیں ہے کہ اوسکے گنوں کی جہان کرے
 جو آپ بدیاوتی کی جنم کنڈلی میرے پاس ہجو ادین تو اپنے جوتشیوں سے دکھلا
 اور بدیاوتی کی جنم پتر سے ملا کر پھر حال لکھوں ابھی تک میں نے بدون تمہاری
 اجازت کے بدیاوتی کے باپ پنڈت دیودت جی سے کچھ ذکر نہ کو نہیں کیا ہے یہ
 لکھ کر ڈاک میں کاغذ روانہ کیا وہاں خط پہونچے تھے ہی پنڈت موہن لال نے جواب لکھا
 لکھا کہ جنم کنڈلی آپ کے پاس بھیجا ہوں مطابق ہو جائے تو آپ ہی وہاں لڑکے کو
 انگوٹھی پہنا کر سگانی کی رسوم کر دینا اور میرے حسب نسب اور چال و چلن سے
 آپ واقف ہو سب طرح اونکی تسلی کر ہی دوں گے۔ دوسرے دن ہیڈ ماسٹر صاحب

کے پاس خط پہونچا پڑھتے ہی پنڈت دیودت جی کے مکان پر گئے بہت سی شمشاد
 ہوئی پھر باتون ہی باتون میں سارا ذکر زبان پر آیا پنڈت دیودت تو بڑے دانا
 تھے ہیڈ ماسٹر صاحب کی باتون پر بشواس لے آئے اسی گھڑی بدیا دھر کا جنم پتر
 نکال کر پتوہ سے آپ ملایا پر ماتھے اول دن سے ان دونوں لڑکے لڑکی کا جوڑا
 بنایا تھا ساری باتون کی بدہ لگنی اور بات پکی تھیر گئی پر دیودت نے یہ عذر کیا
 کہ ہیڈ ماسٹر صاحب میں تو غریب آدمی ہوں میرے گھر میں دھن دولت نہیں
 ہاں لڑکا جیسا ہے آپ کے سامنے آٹھ پہر حاضر رہتا ہے ہیڈ ماسٹر نے کہا پنڈت
 کو تو ال صاحب ہی سمجھو ان آدمی ہن دولت کے بھوکھے نہیں ہن خاندان اور
 آدمی کو ڈھونڈتے ہن ساس سسرے اور دو لہا اچھے چاہئین دولت سے کیا
 مطلب ہے آپس میں یہ بات ہو کر کنوار سدی دسین کے دن ہیڈ ماسٹر صاحب نے
 انگوٹھی مع جوڑہ کے دیودت کے مکان پر بھجوا دی اور رسم ہونے کے بعد پنڈت
 موہن لال کو مع نقل جنم پتر کے خط لکھ بھجوا دیاں خط پہونچتے ہی شادیائے بچے
 لگے بہت خوشی ہوئی اوس دن چند عورتیں برادری کی اکبٹی ہوئیں اوہوں نے
 سنا کہ دولہے کا باپ تو نر دھن غریب آدمی ہے کہا کہ ہلا کنگال بکا ناؤ ہونڈا بیاوتی
 کی مان نے جواب دیا کہ بھکو تو اچھا شدہ کل اور اچھا لڑکا بھلے مانس آدمی چاہئین
 دھن دولت سے کچھ کام نہیں ہے جکے گھر میں بدیا دھن ہے اور گن وان آدمی
 ہن و ہاں دولت ہا تھہ باند ہے گھڑی رہتی ہے یہ جواب سن کر عورتیں کھسیانی
 ہو کر چپ ہو گئیں۔ جب بدیاوتی کو وان برس لگا بیاہ کی طیاری ہوئی چنانچہ
 پہاگن سدی پنچین کو بڑی دھوم دھام سے بیاہ ہوا کو تو ال صاحب نے جہیز

بہت کچھ دیا لڑکے کو دیکھ کر دونوں استری پرش ایسے راضی ہوئے کہ پہلے بدن
 میں نہ سمائے جو کہ بدیاوتی کی عمر چھوٹی تھی اور دور دراز کا معاملہ تھا اسلئے کو تول
 صاحب نے لڑکی کو وہیں رخصت کرالیا بدیاوتی بہت چتر اور اگم بدھی تھی اس
 شادی ہونے کے بعد بھی لکھنے پڑھنے کا ابھی اس میں چوڑا بہت سی لڑکیاں
 جو ہر روز اسکے پاس آتی تھیں ان میں ہر ایک کا جدا جدا سوہاوتہا کیسے تو پتہ نہ تھا کوئی زور
 اور کلاہوتی کام سیکھنے کو آتی کوئی کامدانی کے انگرکھے اور ٹوپیاں کا ٹھننا
 سیکھتی کیسے جالی کشیدہ پیارا معلوم ہوتا کوئی اس کے روپ کو نہ رکھا کرتی کوئی شہن
 یاد کرتی کیسے اس کے منہ سے شکشا روپی سخن سننے کا چاؤ تھا کسی کو صرف باتیں
 کرنے ہی کا بھاد تھا اصل بات یہ کہ جتنی لڑکیاں کیا اپنی اور کیا پرانی اس کے
 کئے آتی تھیں سب راضی ہو کر جاتی تھیں۔ بدیاوتی نے اس کو اس ڈھنگ پر ڈالا کہ
 ہر ایک کو ہنر بھی سکھایا اور لکھنے پڑھنے میں بھی ہوشیار کر دیا ان کی مانگیں آٹھویں
 دسویں دن جب کبھی بدیاوتی کے گھر آئیں دعائیں دیتیں اور بہت کچھ سہرتیں
 بدیاوتی لاج سے گردن جھکا کر انہیں نہی کر لیتی اولٹ کر جواب دیتی تو بہت چار
 اور مٹھاس سے صرف اسی قدر کہ میں تو کسی لایق نہیں ہوں یہ سب تمہارا ہی
 پر تاپ ہی مان جو کچھ بڑا بھلا آتا ہے اس کے بتانے میں مجھے عذر نہیں ہے۔
 لڑکیوں میں کئی ایک بگڑے سو بھاؤ کی نک چڑھی بھی تھیں آہستہ آہستہ ان کو بھی
 شیشہ میں اوتار کر درست کیا ادب کے قاعدے یاد کرانے کئی لڑکیوں کو چلنے
 پھرنے اٹھنے بیٹھنے کپڑا پہننے کی ذرا تمیز نہ تھی بدیاوتی نے ایک دن انہیں لکھ
 اس نے کہا کہ بہنا تم نے تو گنوار یوں کو بھی بات کیا جب تم کھڑی ہوتی ہو تو

بھی اچھی طرح نہیں اور سہی ہو بڑے گھر کی تم بیٹیاں ہو بیٹیاں باپوں کی کہلاتی ہو کہیں
 بیٹ کہلا ہوا ہے اور کہیں چہاتی دیکھتی کہیں ہو چلتی کہیں ہو جگنوں کی طرح اور سہی
 سے زمین میں جہاڑ دیتی چلتی ہو چھٹی ہو تو رانیں اور پنڈ لیاں دکھائی دیتی
 ہیں سگڑ اور شرم والے مرد بھی اپنا بدن چھپائے کہتے ہیں تم تو عورت کی ذات
 ہو انگریزوں کا پینا وا دیکھو کہ سر سے پیر تک کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا موصحفہ پر بھی
 جالی کا برقع پڑا رہتا ہے جسکو بچپن سے ہی اور بھنے پہننے کی تمیز ہو وہ بڑی
 ہو کر کیا سیکھے گی ہی تو لو گانی کی ذات ہو کر اپنا بدن دکھلائے کتنے بڑے عیب
 کی بات ہے یہ کہوٹی بان تمہاری آگے کو تمہیں خراب کر گئی سدا میکے میں تو رہو گی
 نہیں آخر تو کسی کے آگے جانا ہے تمہاری جڑی عادتوں کا تمکو چار دن آگے پیچھے
 یہ پہل ملنا ہے کہ اپنے جنم میں ٹھکواؤ گی اور بان باپ کی ذات نکلو اوگی گا لیاں لو گی
 کل کے بٹہ لگاؤ گی یہ تو کوئی نہیں جانیکا کہ اسکے مان باپ حقیقت میں بڑے
 ہیں یا اچھے صرت تمہاری بے شعوری اور کھوٹے لچن دیکھکر مان باپ سچا روں
 کی بھی قلعی کھلے گی تمہارے بیوہ چلن کے کارن او کو نیچا دیکھنا پڑیگا مان باپ
 کیسے کے کرم کو ساتھ نہیں ہیں تم اپنے گھر میں دیکھو بیوہ لو گانی کو ساس نند کیا کیا
 بڑا بہلا کہتی ہیں گھر میں نہیں تو پار پڑو سنو کی ہوون کا حال دیکھو لوہات باپ
 ساس نند کے بول سہتی ہیں وہی تم ہو سسرال میں جا کر تمہاری صورت تو
 بدلنے سے رہی یہاں ہی تنے شعور نہ سیکھا وہاں جا کر کیا خاک سیکھو گی بلکہ تمکو
 باولی سمجھ کر چٹکیوں میں اوڑا وینگی کتیا سے بھی بڑا درجہ ہو جائیگا مردوں کی ہی
 نگاہوں سے گریباؤ گی پھر تمہارے دونوں لوگ بگڑ جائیگے نہ ادھر کی رہو گی نہ

اور دہر کی رات اور دن تمہارے جی کو کلیش رہیگا کھانے کا سکھ ہوگا نہ پہننے کا
 پھر وہی شل ہوگی کہ وہو بی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا تم ہی اپنے مونہ سے نیا کر دے
 کہ ہی لو گائیون سے پڑے کہے مردانہ کیونکر راضی ہو گئی روپ کی کی اچھی ہو گی
 ڈھنگ تو اچھے نہیں۔ ایک تو تم چاروں بہنوں میں یہ بڑی بان ہے کہ
 دن بہرے سبب بک بک کیا کرتی ہو کوئی سننے یا نہ سننے اپنی ہی وال دلا کرتی
 — دوسرے جب کوئی لڑکی مجھ سے بات کرتی ہے تم میں سے کوئی نہ کوئی بے
 پوچھے گچھے بیچ میں بول دھکتی ہے تم جانتی ہو ہماری ہوشکاری ظاہر ہوتی ہے
 اور میں بیچ میں بولنے کو بھاری عیب سمجھتی ہوں۔ تیسرے دیکھا اور
 کئی بار اڑا کہ جب کوئی لڑکی چپکے سے مجھ سے بات کہتی ہے تم کان لگا دیتی ہو
 ہناتھیں کسی کی بات سننے سے کیا مطلب ہے۔ چوتھے تمہارے دل میں بڑی
 بھلی بات ٹھہرتی نہیں ہے یہاں سے سنکر جاتی ہو دس گھر لگاتی ہو کل ہی مجھ سے
 روپ کو نالین کہتی تھی کہ فلائی فلائی لڑکیوں کے سامنے اپنے گھر کا ذکر کچھ بت کیا
 ایسے آدمی کی ساکھ پر تیت جاتی رہتی ہے اس کے اوگن پر گھٹ ہوئے پیچھے کوئی
 اس کو پاس ہی کھڑا ہوئے نہیں دیتا۔ پانچویں پرسون بھرت ملاپ کا میلہ تھا
 بہت سے آدمی گاتے بجاتے شور مچاتے ہائے مکان کی دیوار کے تلے سے نکلے
 اور سب لڑکیاں تو میرے کتے بیٹھی رہیں اور تم چاروں اونکی آواز سنکر جھٹ دوڑی
 ہوئیں کوٹھے کی چہٹ پر گئیں اور مونہ پہٹ آدھا ہر دیوار کے نیچے جھکا کر تماشہ
 دیکھنے لگیں تھی تھی تمہیں فراموش نہ آئی یہ نہ سوچا کہ ہم کنکی بیٹیاں ہیں اور یہ مکان
 کس کا ہے بیٹیاں ہو تو اپنے مان باپ کی ہوسا سے زمانہ کی تو نہیں ہو کیا معلوم

اومین ہمارے تہا سے گھر والوں کی جان پہچان کے آدمی ہوں تو وہ آپس میں کیا
 کہتے ہونگے پھر کیا ہماری عزت رہی یہ کون جانے لکسی بہوین یا بیٹیاں تھیں نام نہان
 ہو تو مکان واسے کا آج تو تینے یہ کو تک کیا کل کو سر سے اوڑھنا دتا کر بیچ
 بازار میں جا کر کھڑی ہوگی بہنا میں ایسی سنگت سے باز آئی خیر سے اپنے اپنے گھر کو
 سدھار و ناحی اور لڑکیوں کو بھی بگاڑو گی۔ چھٹے تم چاہے جس سے لڑھکتی ہو
 اور تہا سے موخہ میں گالیان بہت بھری ہوئی ہیں ذرا بھی میں ادھر ادھر گئی
 اور تم چاروں نے اودھم پیڑا چا یا کیوں جی سسرال میں ہی ایسے ہی چلا چلا کر
 ماں باپ کا نام اوجھا لو گی میں نہیں جانتی تلو کون گنوار یوں کی صحبت رہی ہے۔
 ساتویں چٹلی کی بھی لت ہے ادھر ادھر جو ٹھی سچی لگا یا کرتی ہو اور دوسروں کو
 لڑوا دیتی ہو۔ آٹھویں جب کوئی تم سے سیکھ کی بات کہتی ہے پھروں بڑ بڑا پا
 کرتی ہو۔ نوین ہر بات پر تم کھانے لگتی ہو جو آدمی بار بار سو گند کھائے اوسکو
 لوگ جو ٹھاپنی جانتے ہیں مرد ہو خواہ عورت۔ دسویں تم ہی چاروں جہاں
 آتی ہو ہمارے نوکر چاکروں سے چہرے خانی اور ہنسی کرتی ہو بہلا میں تم سے پوچھتی
 ہوں وہ لوگ تمہاری ذات برادری کے ہیں یا باپ بھائی ہیں جسے نشک ہو کہ
 بولتی چالتی ہو اور اوسے ہنسی کس ارادہ سے کرتی ہو۔ گیارہویں تمہارے موخہ
 سے پوری بات نکلنے نہیں پاتی کہ آپ ہی دانت نکال کر کھلا پڑتی ہو بہلا یہ بھی کیا
 بات کرنے کا ڈھنگ ہے۔ لڑکپن میں تمہارا یہ حال ہے بڑی ہو کر تو اکاش
 پاتال ایک کر و گی ان لچھنوں سے تو کسی گھر اوجھاڑو گی جسکے پتہ بند ہو گی اوسکو نہال
 کر و گی مرد بچا سے تو ایسی کو لچھنوں کے پیچھے آپ ہی برے ہو جاتے ہیں انکے زہر

اور گون کو کون جانے جو اپنا آپا ہی نہ سمجھا سکین وہ راحہ رحیم کو کیا جانین بیچ
 اور او تم کھوٹے اور کھرے کرتب سے پرش اور استری کہلاتے ہیں کسی ذات کا نام
 بیچ اور او بیچ نہیں ہے تم نو نو دس دس برس کی ہو گئی ہو لیکن اب تک تم کو شعور نہ آیا جس
 آدمی کے ڈھنگ چہ نہون کیسا ہی ہنر ہا تہ میں ہوسا سے گن او گن ہو جاتے ہیں زبان میں تہا
 سٹھاس نہیں قول کا تہا سے اعتبار نہیں آنکھوں میں تمہاری لاج نہیں ادب تہا سے کئے ہو کہ
 انہیں کلا چھوٹے بڑو نکا تم کو کاظ انہیں اوٹھنے بیٹھے چلنے پھرنیکا تم کو شعور نہیں پھر کیونکر اپنی سیالیاں
 اور ساس سسر کی دولاری ہوگی سیکے میں ہی کچھ ڈھنگ نہیں سیکھا تو آگے جا کر سیکھو
 تہا سے بچن کو بچن دیکھتے دیکھتے میرا کلیجہ پک گیا اور نر ہا گیا جب لاچار اتنی بات
 موخہ پر لائی آج تمہاری مان چاچی تائیوں سے کہلا بھیجوں گی کہ ان لاڈلیوں
 کو تم ہی تعلیم کرو میرے گھر آنے کا کچھ کام نہیں انکی دیکھا دیکھی اور بھی لڑکیاں گئی
 ہیں برا مانین گی تو میرا کیا کریگی اتنی باتیں کہہ کر بدیاوتی چپ ہو رہی —

چاروں لڑکیاں بہت کھیا فی ہو میں بدیاوتی کی پاؤں پر گر پڑیں آخر تو اشر
 خاندان کی بیٹیاں تھیں اونکے دلون پر بدیاوتی کی باتوں نے ایسا عمدہ اثر کیا
 کہ تھر تھر کر پسینے میں ڈوب گئیں زبان کی تلوار کاٹ کر گئی ہوش اوڑ گئے تھو
 سو کہہ گیا موخہ سے بات نہیں نکلتی تھی کسی کی آنکھ او بچی نہیں ہوتی تھی او بیچ
 ایک نے دل کو مضبوط کر کے ڈرتے ڈرتے کہا کہ ہنہا اصل حال تو ہمارا یہ ہے کہ
 ہمارے گھر کے آس پاس نانی بڑہی درزی لوہار گڈریا باری تیلی تنبولی دھنڈا بڑا
 رہتے ہیں اونکے بچوں کی ہمارے گھر میں روک ٹوک تو کچھ تھی ہی نہیں جتنے جب سے
 ہوش سنبھالا او کی سنگت میں رہیں سوار کھیل کود گالی گلوں مار پیٹ ہنسی سخری

توں تان خاک مٹی کے اچھی باتوں کا کچھ ذکر نہیں تھا اسپسین لڑتی جھگڑتیں پر
 لکھنے کو تو ہم یہ سمجھتی تھیں کہ لڑکوں کا کام ہے جب کہی سیلا تاشا ہوتا ہم ہی اونکے
 ساتھ باہر دیکھنے کو بہاگ جاتیں مان باپوں نے بھی ہکولا ڈھین رکھا کہی روک
 ٹوک ہی نہیں کی جیسی سدا سے سنگت ہوگی ویسی ہی بان پڑیگی پڑھنے لکھنے کی
 سنگت تو ہنہ تہا سے کتنی ہی دیکھی ہے برادری میں تو کوئی جانتا ہی نہیں
 نہ کسی لڑکی کو پڑھتے دیکھا پھر ہمارا کیا دوش ہے جو باتیں ہنہ تہا سے سوچنے سے
 سنیں انکا ذکر کہی ہنہ اپنی مان دادی چاچی تائیوں سے ہی نہ سنا جو سنیں تو
 وہی لڑائی جھگڑوں کی باتیں سنیں پھر جیسی ہماری موٹی سنگت تھی ویسی ہی ہمارے
 بڑی بیوی اب بکواس چھپا پڑی حکم سے باہر کہہ تو تمہاری جوتی اور ہار سرجیم پہلے مان باپوں کی بیٹیاں کی
 تو اگے کو ادھر سے نچا لگی اراج سی ہم چاروں نہیں تہا اگے سو گندہ کہاتی ہیں کہ کہی کسی سیلہ تاشی نہ نچا لگی
 برادری میں کام پڑیگا تو اول تو بڑی بوڑھی جانیوالیاں ہیں اور جو ایسا ہی
 سنجوگ پڑیگا تو ڈولی منگوالین گی جتنا کا جانا آنا بھی چھوٹا ہم تو وہ ہر تھکو چھوڑ کر
 کہیں نچا دین گی آپ کا کہنا بہت سچ ہے ہم بھلے گھر کی بیٹیاں کہلا دین اور
 بیچ بازار کہلے موندھ سودا خریدتی ہوئی پھرین تو پھر ہم میں اور اکھین عورتوں میں
 کیا فرق ہوا ہمارے مان چاچی تائی اور اوہ ہر مندرون میں اور جمنار جاوین
 جاؤ ہم نے تو اوندکے ساتھ جائے کی قسم کہانی یہ کہہ چاروں لڑکیاں مائے
 غیرت کے چھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں بچکیاں لگ گئیں بدیاوتی نے ایک ایک کو
 گلے سے لگا لیا اور دھارس بندھا کر کہا کہ اب میں تم سے بہت راضی ہوں میں نے تم سے
 جو کر دے بچن کہے تو اسپسین میرا تو کچھ مطلب ہی نہیں نکلتا تھا تمہاری گن کی باتیں

ہیں ان کرے بچوں کو گرہ لگا کر اپنے پتلے باندھ لوگی ساری عمر عزت آبرو سے
دنیا میں رہو گی اور تمہارے گن اور بدیا اور شعور سیکھنے کے ہی دن ہیں بیاہ ہونے
پہچھے تو اپنے اپنے گھر کے دھندے میں بھنس جاؤ گی اور مندر اور جہنا پر جائیگی پوچھو تو نہنا
میں یہ تھوڑا ہی کہتی ہوں کہ پریش اور اپنے دھرم کرم سے بکھہ ہو جاؤ دیکھو عین اپنے
گھر میں یہ دستور کر رکھا ہے کہ ہم دونوں مان بیٹی پورناماسی یا اداوس یا کسی پر بی
کے دن اپنے ساتھ کسی بڑی بوڑھی کو دو گھڑی رات ہے سے لیجاتی ہیں اور مڑنا
نہانے کو جاوین جس سے پہلے انسان کر کے سیدھی اپنے مکان کو چلی آتی ہیں نہنا
کوئی نہیں جانتا کہ کون کس کی ہو بیٹی کس وقت انسان کر کے چلی گئی اور جب مردوں کے
بچ میں جا کر ان کے بدن سے بدن بھڑا کر مردوں میں ہم انسان کرین تو پھر کہو کیا
ہماری عزت رہی اور مندر ہی میں جانے سے پریمی بگت تھوڑا ہی کہلاتا ہے گھر
پیٹے ہی پریش کا بھن ہو سکتا ہے ابھی تک تم نے کوئی شاستر نہیں پڑھا ہے ہمارے
مست کے شاسترون میں یہ لکھا ہے کہ جب بیاہ ہو جائے تو استری بہت چت ہے
نس کیٹ ہو کر اپنے پت کی سیوا کرے اور سکے حکم سے باہر نچلے اور یہ سمجھو ایسا حکم تو
پت دیتا ہی نہیں ہے کہ جس سے استری کو دکھ ہو ان پت ہی وہی نصیحت کرے گا
کہ جس سے آبرو بنی ہے اور جب تم اپنے پت کی اچھی طرح سیوا کرو گی اور عقل اور شعور
کی باتیں کہو گی تو کیسا ہی بُرا اور مورکھ مرد ہو وہ بھی تابعداری سے راضی ہو جاتا ہے
دنیا میں ادب قاعدہ کان لاج آبرو اور محبت کی بڑا سنے والی ہیں مرد کو کبھی کروڑ
آجائے تو اس وقت استری کو چپ ہو جانا چاہئے پھر آپ سے آپ کروہ کی جوالا
ٹھنڈی ہو جاو گی کہلاوت ہے کو مل و تر کروہ کو پھیر دیتا ہے مرد کا سامنا کر

اور بڑبڑاتے اور اسکے سر پر پاؤں دھرنے سے تو من ہیٹ جاتا ہے لہٰذا
 اوشھ جاتا ہے جو بھل کر نیوالی عورتوں کی دُور مردوں کے روبرو نہیں ہوتی ہے
 جو عورت پڑھی لکھی ہو اور پت سے کہی کپٹ کی بات نہ کہے تو مرد تو ایسی پیاری
 لوگائیوں کے چیلے ہو جاوین اور سکول اپنے سر پر ٹھادین پرتو عورتوں کو نہ چاہے
 کہ بیوقوفی سے پہول کر ادب اور لاج کو تیاگ دین بھلا یہ تو سوچو کہ دنیا میں پریش
 استری کا جوڑا پریش نے سنا تن سے بنایا ہے استری مرد کی اردنگی یعنی آدھا لنگ
 کہلاتی ہے پھر ان دونوں میں جو فی پزار رہے تو نہ مرد کو سکھ ہے نہ استری کو
 اور جہاں کپٹ ہو گا وہاں ضرور ہی دونوں میں کھینچ تان رہے گی اور تم ہی تو نہت پا
 پروس اور ہر اداری میں دیکھتی ہو آپس میں کب میل ملاپ ہوتا ہے دیکھو ہمارے
 پروس میں نند رام ہمارے رہتا ہے اور اسکے گھر میں نت لڑائی دنگہ ہوا کرتا ہے نہ سکا
 بہو کا سن ملتا ہے نہ نند بہاوج کے آپس میں سلوک رہتا ہے نہ پت راضی ہے اسے
 برے چلاتے ہیں کہ انکی آواز ہمارے گھر تک آیا کرتی ہے سب مرد اور عورتیں مل کر
 چوٹی چوٹی باتوں پر لڑتے ہیں نام کو تو بڑی ذات ہے اور سا بہو کارو نہیں بیٹھے
 اوشھتے ہیں پر انکے بچن دیکھو تو کچھ کہا نہیں جاتا اونچی دوکان چھیکا پکوان
 اوشھ دن ہو جب روپ کو زبا میں سر چوٹی کرنے کو انکے گھر گئی تھی اور یہاں ہی ڈ
 تھی وہ میری مان سے ذکر کر رہی تھی کہ آج تو نند رام کے گھر میں ناراجی کو درہا
 تے کہیں نند رام کی مان نے اپنی چوٹی بنی کیواسطے بازار سے گئے منگو اے
 تھے اور بہو کے صندوقچے سے چار پیسے کا لکڑ کر کو دیدیے تھے تیچے سے ہو
 آئی اور صندوقچی کھلی پانی تو لال پیلی ہو گئی اور اسقدر بکنے لگی کہ سارا گھر س

اوتھا لیا تندر ام کا مزاج ہی تیز تھا کہیں روٹی کہا نے کیواسے دوکان سے آیا
 تھا پہلے کئی دفعہ وہ اپنی بہو کو سمجھا چکا تھا اسوقت اسکو بھی غصہ اگیا تو مار پیٹا
 اب تم غور کرو کہ یہ سب مور کھتا اور کہوٹی سنگت کا پہل ہے جوڑ کی شروع سے
 لڑتی جھگڑتی ہے اور ہر بات میں کان اور لان کو تیاگ کر بڑوں کو جواب دیا
 کرتی ہے آخر کار اس بے شرمی کا یہ پہل ملتا ہے کہ لات گئی اور جوتی اور لکڑی
 سے پٹی رہتی ہے اور ایسی کوچہ پی اور کہوٹے سو بھاؤ کی استری کے کارن سب گھر
 بدنام ہوتا ہے خاندان کے بٹہ لگتا ہے رات دن کی دانتا کلکل و کلش کے کارن
 گھر کا ستیا ناش ہو جاتا ہے مینے راین پڑی ہے تلسی داش جی نے استریوں کے
 مین یہ لکھا ہے ساہل نرت چلتا مایا ہے امیک آشونج ادا یا

اسکا یہ مطلب ہے کہ شردھا اور چوٹ اور چلا پن اور کپٹ اور ڈرا اور گیانتا اور سیلا پن
 اور نروئی پننا ان آہوں باتوں کو ساتھ لیے ہوئے کنیا مان کے پریت سے
 پیدا ہوتی ہے پرنو بدیا دان اور گن دان کی سنگت کا ایسا پرہاؤ ہے کہ اس
 وسیلے سے اچھی بُدی ہو جاتی ہے اور گیان اور مہیک کی سہا تیا سے جنم کے
 کہوٹے پچن ہی چوٹ سکتے ہیں ایک استری جبکا نام بید بدوشی تھا اور دوسری
 پرشن کیشا نامی نرکپش اور نرائس جبکا سہا داستری دہرم سنگرہ نامی پتک میل چھی
 ریت سے لکھا ہے پہلے زمانہ میں ہونئی ہیں اونکی بدیا اور بُدی کی مہان اپا
 ہے اس ہی مین اسی بہرت کہنڈ مین کئی استریوں نے اپنے اپنے ملک کا ایسا
 پر بندہ کیا کہ جسے سرکارانگریزی راضی رہی اور راجستانوں میں توراج کے مالک
 مرد ہیں تو بھی اپنے راج کا بند و بست نہیں کر سکتے کیونکہ اونکی زبان ہالو بھی اپنے لاش

کے لئے اونکو اونٹنی باتیں سوچاتے رہتے ہیں تاکہ معلوم ہے کہ آجکل ہندوستان
 میں کسکاراج ہے اور ہم تم کسکی پر جاہیں۔ لڑکیوں نے یہ بات سنکر کہا کہ بدیا
 بہنا ہم تو نہیں جانتی ہم نے اپنے شہر میں انگریز تو ضرور دیکھے ہیں کبھی کبھی بازار
 میں لگی اور گھوڑوں پر چڑھ کر نکلتے ہیں یہی انگریز راجا ہونگے بدویاتی بولی بات
 یوں ہی ہے پر نتوانا انتہا ستر ہے کہ انگریز کسی راجا کا نام نہ ہے بلکہ انگریز تو پیچم
 دیش کے بامیون میں ایک بہاری ذات کا سموہ ہے لندن نامی پیچم دیش میں بڑا
 بہاری شہر ہے جو گول پٹک جب تم پڑھو گی تب چھی بہانت معلوم ہو جائیگا اور سگری
 اور ملک کی مالک سری متی بہارانی ملکہ کو میں وکٹوریہ ہے ہندوستان میں اب دسی کا
 راج ہے جتنے انگریز اس ملک میں چھوٹے بڑے عہدہ دار ہیں اوسی کی طرف سے
 ملک کی سنبھال اور پر جا کو سکھ دینے اور دشٹون کو دند دینے کے لئے الگ الگ کام
 مقرر ہیں اور اونکی طرف سے ہر ایک کام کی مدد کے واسطے ہندوستانی نوکر چاکر
 دیکھو ایک استری وہ بھی ہے جسے بدیا اور بدہی کے بل سے دور بیٹھے بیٹھے ہر
 کوس میں اپنا راج کر لیا اور بیروں کو حیت کر چکے جگہ پر جا کے آرام کا پیرا باندھ
 گن اور بدیا کی چرچا پہلانی۔ لڑکیوں نے جب بدیاوتی کی زبان سے اسی
 اچھی منوہر باتیں سنیں تو اونکی بدہی اور یہی کچھ ہو گئی اور بستکون کے پڑھنے کا سوت
 دونا بڑھا پھر تو اونکا یہ حال ہوا کہ روٹی کھائی اور بدیاوتی کے پاس آئی رات او
 دن اونکے پاس نہ لگیں پھر تو اوسکی سنگت نے یہ اثر کیا کہ تھوڑے ہی دنوں
 میں ہوا سے باتیں کرنے لگیں بدیاوتی کے پاس اور یہی بہت سی لڑکیاں آتی
 جانے لگیں وہ گیان متی انت اونکو گیان کی باتیں سچے سچے شاستروں اوسا

نئی نئی ریت سے سنایا کرتی اور سکی شوہا سنکر بڑی عمر کی عورتیں بھی آنے لگیں انھوں نے
 جو گمان کی چرچا سنی تو کچھ کچھ اچھی سمجھ اور رت کے پر تاپ سے اونکی بڑبڑی نزل ہوئی
 اگلی پھلی بڑائیاں اور بھلائیوں سوچنے لگیں ایک دن جوان جوان چار پانچ عورتیں
 بدیاوتی کے پاس بیٹھی تھیں سب اپنی پھلی مور کہتانی کی باتوں پر چیتا کر افسیدل ایک
 دوسری سے حال کہنے لگیں۔ بیان اول عورت کا۔ ایک نے کہا کہ دشوہا
 کی تانی میں نے تو اگیاں پنہ میں بہت بُرے کرم کیے۔ دوسری بولی چاچا
 جی جیسے بڑہ کر تو تم نے نہیں کیے ہونگے کہ اپنے ہاتھوں گہر کا ستیا ناش کہو دیا میں
 نگوڑی بیٹے کی پھوٹی تھی بڑی پھلی تو سوچی نہیں دنیا کے بہکانے میں اگئی ایک دن
 ایک باولی مور کہہ لو گانی نے مجھے آکر کہا کہ میں آج تو بند رہن کی گنجی میں ایک
 سادہ ہوا چھا آیا ہے سیکڑوں مرد لو گانی اور سکے درشن کرنے کو جاتے آتے ہیں وہ
 سدہ پرش ہے جسکے بہاگ میں وہن دولت بیٹا بیٹی نہیں لکھا ہو وہ اور سکو اپنی سدہا
 سے دیتا ہے اور سکی بات سنکر مجھے نگوڑی کا من بھی للچا یا ساں سسر دیور جتہہ خاں
 سے چپ کر رات کو اپنی مان سے ملنے کے بہانہ سے اور سکے ساتھ چلی گئی جب با
 بھیڑ بھاڑ الگ ہو گئی اور بابا جی اکیلے رہے تو مجھ کو وہی مور کہہ لو گانی اور سکے سنکہہ
 لیکن سادہ ہو جی تو پوسے ٹھگ تھے ایسی بیٹی باتیں بنائیں کہ میں راضی ہو گئی پھر
 جہہ سے کہا کہ تجھ تیری قسمت میں تو اولاد نہیں ہے پر ہم اپنے دیوتا سے عرض کریں
 اگر وہ کے ہنڈار میں کسی بات کی کمی نہیں ہے پر خرچ بہت پیر گامیں تو غرض دیوانی
 تھی کہا کہ جو آپ حکم کرو میں حاضر ہوں جبکہ سادہ ہونے مجھے بات کا کچا اور غرض نہ
 دیکھا تو کہا کہ بیرون کاروٹ تیرے کاج کی سدہ ہی کی منت ہم کرینگے پانسو پو

کا خرچ ہے مینے کہا کہ نقد روپیہ تو میرے پاس نہیں ہے کہنا پاتا ہے سادہ
 بولا کیا ڈر ہے ہم چپکے سے پچکر بازار سے سامان منگو الین گے میری عطا تو
 پر وہ پڑ گیا تھا مایا میں اندھی ہو کر اپنے بدن کا سب یور او سکوا دتا کر دیدیا دوسرے
 دن میں رات کو پھر گئی سادہ ہونے وہ پندر سپاری گئی بازار سے دن کو
 منگو الیا تھا میرے پہنچتے ہی گئی کا دیوا بالا اور آدھی رات کے سہی دیوار پر
 سندور کے لال لال ٹیکے ہاتھ سے بنا کر بھیر وں کی جوت کی مین تو کچھ سمجھی نہیں
 سنا جانے کیا پڑھا اور کیا کرتب کیا تھوڑی دیر پیچھے سر ہلانے لگا اوچل کود کر مجھے
 کہنے لگا کہ جا ہاری دیا سے تیرا کالج سدہ ہوا آج سے نوین ہینے تیرے لڑکا ہو
 یہ کہہ کر ایک جتر دیا اور کہا کہ اسکو اپنی کمر سے باندھ اور تھوڑی سی بہوت چٹائی اوٹھا
 مین راضی راضی گھر کو آئی او سکے پر بہات یہ خبر سنی کہ بندرا بن کی نگہی جو سادہ پھیرا
 ہوا تھا لوگوں کے ہزاروں روپیہ ٹھگ بھاگ گیا اور اسکا کہین تپا نہیں لگا میرے
 کان میں جو بہنک پڑی تو کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گئی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا ایسی
 سوچ کے ساگر میں ڈوبی کہ شری کی سدہ بھول گئی چیت ہوا تو میں سوچا کہ جے
 تیری مت ماری گئی کچھ ہی اونچ نیچ نہیں سوچی پر اب جو تجھے گھر کے سب پرش
 استری پوچھیں گے کہ زور کہاں ہے تو کیا جواب دیگی اس بات کے ڈر سے اپنے
 بچاؤ کے واسطے رات کو بیہ اوپا و بچار کہ جب سویرا ہوگا تو کہوں گی کہ رات میں
 مین چوری ہو گئی سارا کہنا چور او تار لیکے سو مینے ایسا ہی کیا کہ سب پہلے اٹھ کر
 ادھر ادھر دس پانچ کپڑے پھینک پھانک اور کئی چیز بھیر کھو کر کچاری اور
 کوچکا کر گھر میں چوری کا ہونا بیان کیا میرے کو تک سے تو کسی کو خبر تھی ہی نہیں

جانا کہ گھر کا اسباب چوری گیا کو تو الی مین اطلاع کی وہاں سے کہ تو الی آیا سب
جگہ دیکھا بھالا چور کے کھوج نہیں ملے کو تو الی نے یہ سمجھا کہ حویلی مین پکا چوک ہے
چونہ پتھر کی جگہ مین آدمی کے کھوج معلوم نہیں ہو سکتے ہین انت مین یہم ہو کہ
کو تو الی تو دیکھہ ہا لکھ چلا گیا اور سب گھر والے رو پیٹ کر بیٹھہ ہے اولاد کسی تھی
کہنتی کے دن آگے تہ سب باتوں سے مین محتاج ہو گئی میری وہی کہلا دت ہوئی
چوبے جی چہی ہونے کو گئے تہے دو بے رہ گئے دوکانٹھہ کے ہی گمائے۔

تیسری بولی مین نے وہ کو تک کیا چکے کارن اب تک دکھڑا ہوگ رہی ہون لوگانی
کی ذات کوستان کا بہت چاؤ ہوا کرتا ہے دس برس پہلے میرا یہ حال تھا کہ جو کوئی
عورت ہائے گھرائی اوسی سے سنتان اوٹپن ہونے کا اور پاؤ پوچھتی جسے جو دوا
بتائی وہی کی سیکڑون روپیہ برباد کر دیا ایک دن وہی لکھارن جو ہائے پروس مین
رہتی ہے کسی نئی لوگانی کو میرے پاس لائی اور کہا کہ جو یہم دافی بہت کامل ہے
اسنے ولی اگرہ مین اونچے اونچے گھرون مین کئی عورتوں کا علاج کیا ہے اسکی
دوا سے بانجھڑی کے بیٹیا بیٹی ہوئے ہین اور نسا جال کی ہی اسکو اچھی اٹھل یاد
ہے مین تو ایسی بات کو ڈھونڈہتی پھرتی تھی اوسکی بہت خاطر کی اور اپنے پاس
خرچ دیکراو سے پروس مین ایک مکان کے اندر ٹھیرا یا دوسرے دن سے
علاج ہونے لگا پہلے ہی اوسنے بیس روپیہ ادارو کے نام سے مجھ سے لئی
اور بیس چھیس دن کی خوراک تجویز کر کے مجھے کئی پڑیان بانڈہ کر دین اور کہا کہ
پر اٹھال ایک پڑی روز کہا لیا کرو گوڑ تیل کہانی لال مرچ مت کہا یوینے ویسا
کیا پھر سین تلک اوسنے پیٹ ملا اور بیس روپیہ پھر مجھے لگئی اور آٹھ تھوڑ

کیا جانے کیا پس کر دیکھی اس طرح چار مہینے تک اس نے علاج کیا مین روز اس کو
 سب گھر والوں سے چھپا کر کہا ہے پیسے کا سامان دہنی لکھارن کی معرفت دیتی ہی
 ایک دن کا ذکر ہے کہ اس نے جراحی علاج کیا تو ملنے ملاسنے سے نہیں معلوم کیا ضرب
 پھونچی اور کونشی رگ ادھر ادھر سرک گئی کہ نیچے کے دھڑمین دروہ ہونے لگا اپنے
 لاج کے مائے کسی سے درد کا ذکر تک نہیں کیا دوسرے دن تو اسے درد کے
 میری یہ فوبت ہوئی کہ کبوتر کی طرح تڑپنے لگی دیدے ڈھیر دیے ساس نندا اور نڈ
 کو جب خبر ہوئی تو ادھر ادھر دوڑے سیانے ہو پے جاڑا ہونکی کرنے والے
 بلائے کئی آٹا سے دلوائے دل پانچ روپیہ لے لو کر لے ہوئے اور مین تین روز
 تک بے سرت مردہ پڑی رہی ہندستانی بید حکیم سارے شاک گئے کسی کی دوا سے
 آرام نہیں ہوا چار انگریزی ڈاکٹر سے اطلاع کرائی تو ڈاکٹر آیا اور ایک دانی کو
 جس کا نام چھینا تھا اور اس نے شفا خانہ مین عورتوں کے علاج معالجہ کی کتابیں لے کر
 ناگری زبان مین پڑھی تھیں اور اسکام مین بہت ہوشیار تھی جب کبھی پہلے آؤ سیکھ
 گھر مین کام پڑنا ڈاکٹر اسی دانی کو اپنے ساتھ لیجاتا اور سدن ہی اس کو ساتھ لایا پھر
 انگریزی ریت سے میرا علاج کیا پانچوین دن بچے سرت ہوئی اور پندرہ دن مین
 اچھی ہو کر نہانی دن باقون کو آٹھ آٹھ دس دس برس ہوئے پر آئے پر اب تک کبھی
 کبھی دوسرے تیسرے مہینے درد ہو جاتا ہے کہوڑ بنی رہی وہ شگنی تو میرے زیادہ
 بیمار ہوتے ہی اپنا اسباب لے لو کر ایسی گئی کہ پھر آج صورت دکھاتی ہے تب سے ہر
 کسی کو سونہ نہیں لگاتی ہوں اور دہنی لکھارن کا آنا بھی گھر مین بند کر دیا جس پر
 پریشہ نے آپ اپنی ہر سے جھکو دو لڑکے دیئے۔ چوتھی نے کہا میں نے جنے اور گنا

بھر میے چار لڑکے ڈبہ کی بیماری میں جاتے ہے مرد بچاے تو بہتیرا حکیم کا علاج منجھ
 کرانے کو طیار ہوئے پرنگوڑی لوگائیوں نے نہ مانا مورکھتا کا علاج کیا کرایا
 کہیں تو سیولامہتر سے چار لڑکے دلوائے کہیں سیاسے ہو پون سے اوتارے کھوائے
 کہیں کمال خان کی بولاری بولی کہیں کنوے والی کی دھوک دی سیدہ سانی کے
 آگے بہتیری ناک رگڑی کہیں بہوت پلستون کے نام کے روپیہ پیسے ادٹھا کر کچھ
 خاک ہی نہوا چاروں لڑکے اسی میں پورے ہوئے پانچوان لڑکا پیدا ہوا جب ہمارا
 برس لگا تو اسکو بھی وہی ڈبہ کی بیماری پیدا ہوئی لوگائیوں نے تو وہی سو رکھتا
 پھیلائی تھی مردوں کی کسی کی بھی بات نہ مانی اور کتاب کی روسی حکیم کا علاج کرایا پر پیشہ آرام دیا
 تب سے مجھے ہی منچہ ہوا کہ سب نگوٹے ہلکے تیرا پھیلا یا کرتے ہیں ماندے آدمی کا
 علاج انارڑی سید کرے تو کیونکر نہ مرے۔ پانچویں کہنے لگی تانی جی میرے ہی
 کئی بچے سیٹلا کی بھیٹ ہوئے پہلے تو میں بھی یہی جانتی تھی کہ اتنا بچوں کو مار ڈالتی
 ہے پر پھیلا لڑکا جب پیدا ہوا تو مردوں نے ہماری بنا مرضی کے میکا گو دنیوالون
 سے لڑکے کو گودوا دیا اسوقت تو ہلکے بلکہ گھر بھر کو بہت برا معلوم ہوا پھر جب
 اسکا فائدہ دیکھا تو پھل پھل مورکھتا کی سب باتیں بھول گئی پھر تو اچھی طرح معلوم ہو گیا
 کہ سیٹلا پھیلتا کسی کو نہیں مارتی ہے یہ تو خون کی گرمی کا بکار ہے سچ بات ہے
 عورتوں کی نادانی سے سیکڑوں بچے بنا آتی مرتے ہیں۔ اسکی یہ بات نہ کر
 اونہیں سے ایک عورت چونک اٹھی اور بولی جھانی جی ٹیکے کا علاج تو ٹھیک نہیں
 ہے میں جب اپنے میکے میں تھی تو میرے سامنے ایک آدمی میکا گو دنے والے
 نے چار لڑکوں کو گودا اور چاروں ہی کو زور سے ماتا نکلی اونہیں سے تین لڑکے

مرگے بدیاوتی اودن سب کی تقریر چکی بیٹی ہوئی سن رہی تھی اوسوقت بولی
کہ جو بات تمنے سوچی ہے سو نہیں ہے کیوں ٹیکا لگانے میں فرق رہ جاتا ہے
جب تک اچھی طرح دانہ نہ اوسٹھے گا ٹیکے کا اثر نہ ہوگا ہوشیار ٹیکا لگانے والا ہوتا ہے
بچہ کو یہ بیماری زور نہ لگی اکیباڑ ٹیکا لگایا جاوے اور اثر کامل نہو تو دوسری بار
عمل کرنا چاہئے کہیں کہیں تین تین دفعہ ٹیکا لگانے کا کام پڑ جاتا ہے تمنے اسکی
حقیقت اچھی طرح نہیں جانی اور نہ تمکو گیان تھا کہ اسکے گن پہچانتی بنا پڑے ہوئے
مرد لوگانی لپشو کے سامن ہوتے ہین بھلا جو کوئی موٹی بات بھی نہ سمجھے وہ ہمیشہ
اور اوسکی مایا کو کیا پہچانے اچھی سنگت کے پرتاپ سے سیکڑون اسولک باتون
کا لالچھ ہوتا ہے بیہودہ استریون کی سنگت سے دونوں لوک میں بان ہے چلے
مالن پنہار کہہا سی کنجڑن بٹھیا ری ناین دودہ دہی نیچنے والیان اس سمو کی
استریون کی بیہ پر کرت ہے کہ بدہ نہوتے کے کارن اکثر بازار کے بیچ میں اور
پنگھٹ پر لڑتی اور تکرار کرتی ہین انکو حیا شرم تو ہوتی ہی نہیں ہے اونکا درست
ہونا بھی یکا یک کہن ہے کیونکہ جس حال میں کہ جن لوگون کے پاس بہت سار وپیہ
ہے اور بڑے آدمی کہلاتے ہین وہی پڑھنے لکھنے میں دل نہیں لگاتے پھر بھلا
یہ لوگ تونت مزدوری ٹہل چاکری کر کے اپنا گزارہ کرتے ہین انکو اتنی فرصت
کہان کہ علم پڑھین اسلئے ایسی مورکھ عورتون سے بچنا چاہئے اور یہ تو میں
کیونکر کہوں کہ بھلے گھرون میں انکا آنا جانا چھوٹ جاے کیونکہ اگر ناین کو نہ آئے
وے تو نگلھی چوٹی نہلانا دھلانا کون کرے اور پنہار اور کہاریان گھر میں نہ آئیں
پانی کون لاسے اور اونکے بدلے برتن کون ملے اور اگر منہارن کا آنا بنجے اور

چوڑیاں کون پہنا دے دیو بن کو نہ بولنا دے تو استریوں کے کپڑے لئے کون
صاف کرے دنیا میں غریب امیر سب ہی ہیں ہر ایک کے گھر میں تو نوکر ہوتا ہی
نہیں ہے کہ سب کام نوکر کر لائے بہت سے کام عورتوں سے نکلتے ہیں انکو
ذرا سالا بچ دیا اور دس کام دوڑ کر کر گئیں ہندون میں کیا چوٹا اور کیا بڑا
کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جہاں انکی روک ٹوک ہو پر سنگھڑ استریوں کو یہ اجبت
ہے کہ اوٹے صرف اتنی محبت رکھیں کہ ذرا سا اونکے ہاتھ پر دھریا اور اپنا
کام لیکر چلتا کیا یہ نہیں کہ اونکو اپنی سہیلی بنا کر خانہ داری کے معاملہ میں صلاح
کرنے بیٹھ اور اپنے گھر کا گیت بھید بھی کہدے یا اونکی کہانیاں اور سائے
جہاں کے جھکڑے سننے لگے اول تو اونکی باتوں میں سب کام گھر کا تھکے دوسرے
سجائے کیا بری پہلی بات اونکے سامنے موٹھ سے نکلی جائے اور یہاں سے سنگھڑ
جاوین تو دس گھر بھول بھلا دین ایسی پانی میں آگ لگا دین کہ پھر بجھنے نہ پاو
تیسرے اپنے گھر کا گیت بھید دوسری جگہ پہنچے تو بدنامی اور بے عزتی کے سوار
کئی طرح کے نقصان اوٹھانے پڑیں چوتھے اوٹھیں بیٹھنے سے اونکی ہی موت
ہو جائے کیونکہ اونکے پاس سوائے میری تیری کے اور کچھ عمدہ بات توڑی
ہے پانچویں اکثر اونکا چلن ہی کوٹا ہوا کرتا ہے ایسی تمیز تو انہیں کہان ہوتی
ہے جو اگلی پہلی بات سوچیں اور عزت حرمت پر خیال کریں۔ چھٹے جو عورت
غیر مردوں سے کہے موٹھ بات کرے او سکا پاس بیٹھنا اور او سکی باتوں پر
دھیان دہرنا ہی بُرا ہے اور میں تو گھر گھر میں یہی حال دیکھتی ہوں کہ اونکی
سنگت کے پرتاپ سے جیسا اونکا سو بھاؤ ہے ویسے ہی بڑے گھروں میں پتھر

پڑتے ہیں نام کو بڑے گھروں کی بیوی بیٹیاں کہلاتی ہیں جو اونکے کرتب دیکھو
 تو کبوتر بن بھٹیاریں کو بھی الگ بھاتی ہیں تم سب کیا رات دن نہیں دیکھتی ہو
 شادی یا غمی میں جب دس عورتیں برادری کی اکہشتی ہوتی ہیں اونکے پاس
 سوائے اسکے اور کچھ ذکر نہیں کہ اری فلانی نے جیسی بیٹی کے بیاہ میں دھوا
 اوڑائی ویسا ہی بیٹے کا بیاہ کرے گی دوسری نے جواب دیا اری کیوں بڑ
 بڑہ کر بولتی ہے ایک انوکھی ناک والی تو ہی ہے تیرے چوڑے کے بیاہ کا کیا
 تو اب تک مانگتی ہو تو چوکاٹے کو رسی ہی اترائے تو وہ بولی ہاں بیر آج کل تیرے
 گھر میں پیسا ہو گیا ہے جو چاہے سو کہے اونے کہا تو پھر پیسا ہو گیا ہے کسی
 نے دے تو نہیں دیا ہے جو کچھ میرے ماتھے مانگتی ہو تو ابھی چوک لے کل کو باقی
 مت رکھ وہ بولی ہاں رسی ہاں میں جانتی ہوں تو دپٹی کی لو گانی ہے کیا اچھا
 ہو ایسے گرب کے بول کیوں بولتی ہے اری ہم قرض دینے کے لائق ہوتے تو
 تو کھڑا پھولا کر کیوں بولتی اور کل کا دن ابھی سے جو لگتی ساس سرے مرے جب
 کھن کو پورا سا کپڑا ابھی نہیں ملا تھا یہ سنکر اونے اوڑ دیا کہ بس رسی بس بیٹی ہ
 دیکھی تیری بڑائی جہان کی تو جانی جنی ہے اونکو بھی میں جانتی ہوں بڑا مانے گی
 میری جوتی سے ایک کہے گی تو چار بات کہلا دیگی میں تیری کہاٹ کے نیچے تھوڑی
 ہی پیدا ہوئی ہوں تجھے کیوں دہون تو بڑی ہے تو اپنے گھر کی کسی کو پر گزرتی
 سو رکھ چوڑ تیری پرواہ کسی کو نہیں ہے رہا بیاہ شادی کا لینا دینا سو تیری
 ہزارہ بریان خوشی پڑے تو آپس میں دے نہیں تو تو تیرے گھر اور ہم ہائے لسنہ میں
 ایک اوڑائی جسکی آنکھیں تو اے مزاج کے مغز میں گہی جاتی تھیں موندھ سے پوا

بول تک نہیں نکلتا تھا اور سکا بیہ حال تھا کہ برادری کی لوگائیوں کو اپنا گھنٹا
 دکھانے کے لیے کہیں ہاتھ کپڑے سے باہر نکالا کہیں چہاتی سے پلہ اٹھا دیا
 کہیں گلا اونچا کر لیا۔ اب تم سوچو کہ بیہ سب باتیں بے شعوری کی ہیں یا داناہی
 کی دیکھو پریشہ سائے پر اترتے آدمی کے ہونے کو بنائے ہیں چار رات کسی کے پاس
 روپیہ پیسا ہو گیا اور کوئی اپنے پاؤں کے بدلے دکھ بھونکے لگا پر سداؤں کسی
 کے یکساں نہیں رہتے ہیں سکھ دکھ کا جوڑا ڈھلتی پھرتی چپا نو ہے اسکا آشپز
 کیا ہے بدیا اور گیان ہو تو کہی آدمی گھنٹہ نہ کرے اور چپے اور پورے آدمیوں
 میں اتنا اتر ہے کہ اوچھا آدمی ذرا سی بیت میں تو گہرا کر مرنے لگتا ہے اور
 تھوڑا سا دہن دولت ہو جانے سے آسمان کی طرف انگلیں اونچی کر کے چلتا ہے
 پورے آدمی نہ تو تکلیف میں گہرا رہتے ہیں اور نہ روپیہ پیسے کو دیکھ کر اترتے ہیں
 انگریزی راج میں انگریزوں ہی کو دیکھو کہ لاٹ صاحب بھی جو کل ہندستان
 کے مالک ہیں اور ان کے اوپر اور کوئی بڑا عہدہ نہیں ہے اکیلے چلے جاتے ہیں
 ایسے ہی اونکی استریان سادا پن رکھتی ہیں انہیں کوئی بگڑے سو بھاؤ کی ہو
 جو لڑائی جھگڑے کو پسند کرتی ہو نہیں تو سب اندر کی سی ابھرا چہ سو بھاؤ والی
 پڑھی لکھی جالکی کشیدہ میں ہوشیار ہوتی ہیں اور اسی کارن انگریزوں کی پاتا
 کو دو لکھتے نہیں ہیں اونکی لیاقت کو دیکھو کہ بعضے وقت چوٹے بڑے عہدہ دار جب
 کہی کسی سرکاری کام میں اٹک جاتے ہیں تب استریوں سے اونکو مدد ملتی ہے
 جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی لکھ پڑھ دیتے ہیں اور گھر کے خرچ کا اہتمام اپنے ہاتھ
 میں رکھتی ہیں اون کے حساب کتاب میں ایک پائی کا تو فرق پڑتا ہی نہیں ہے۔

ہمارے ملک کی عورتوں کو دیکھ لو بعضی لوگ انہیں کو تو ہلدی مرچ دینا لگے ہیں
 بھی شعور نہیں اور تو کیا خاک پتھر حوصلہ ہو گا میرا تو کسی سے ملنے جلنے کو جی نہیں
 چاہتا ہوں یہ لڑکیاں آتی ہیں انکے ساتھ بڑا کا اہتیاں نکلتا ہوا دھوپ ہی لگا رہتا ہے
 یا جو وقت کوئی لڑکی بھی پاس نہیں ہوتی ہے تو اکیلی فرصت میں اردو کی کتاب
 یا ناگری کی پشکین یا سا چار پتر دیکھا کرتی ہوں ہمارے لیے تو یہی کتابیں جام
 جہان نما ہیں کہ جنکے وسیلے سے یہاں بیٹھے ہوئے ہزاروں کوس کا حال
 معلوم ہوتا ہے اور سیکڑوں راجاؤں اور بادشاہوں کے نیا دوار تیا د کے
 سا چار جانے جاتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر سب عورتیں راضی ہو گئیں اور کہنے
 لگیں کہ بد یادتی بی بی اب تو ہم بھی سن سکتی ہیں جی میں تو بہتیری آتی
 ہے کہ پوچھی پستک سب ایک سنگ پانی میں گھول کر پی جاوین پر کیا کریں آدمی غرتو
 ہماری مور کھتا میں چلی گئی تو یہی محنت تو ہم ضرور کریں گے کچھ نہ کچھ سیکھیں ہی
 ہے بی بی جتنی پہلے کی لوگائیاں ہیں انکی سمجھ اور ریت مر جا د انوکھی ہے جو
 باتیں اچھی ہیں انکو تو بری جانتی ہیں اور بری باتوں کو اچھی سمجھ کر کرتی ہیں
 اور نجانے کب سے راہ بگڑ گئی ہمنے تو چھوٹپن سے اپنی مان چاچی تائی دانی
 کو بھی ایسا ہی دیکھا اور سسرال میں آئیں تو ساس دو یا ساس پورانی جٹھانیا
 ان سب کی اوندھی مت پانی بی بی ہماری لڑکیاں تیرے پاس پڑھتی کہتی ہیں
 انکے واسطے ہم سے بڑی بوڑھی اور برابر کی لوگائیاں ہنستی ہیں اور گنوا رہا
 مجھے اگر کہا کرتی ہیں کہ فلانی کی بہوتیری مت کیوں ماری گئی سب لڑکیوں کو گھر کا
 دھند ہا تو نہیں سکھاتی ہے اور اونکا مغز خالی کرانے کو بد یادتی کے گھر بھیجتی ہے

عورت کی ذات پڑھ کر نوکری تو کرنے سے رہی ہے بدیاوتی جنگی سدا سے کہتی
سنگت ہو اور نہ مان باپ کے گھر اچھا چلن لڑکپن میں سیکھا ہونہ سسرال میں
اگر اچھی سنگت ملی ہو پھر وہ مورکھہ ایک اکیلی کیونکر سمجھیں تیری چوٹی بہاوج میں
اونکو بھی ہم تیرے کئے بھیجا کرینگے اچھی بی بی اونکو بھی ایسا گیان کا مارگ بتا
کہ جس سے اچھی باتیں سیکھیں اور ہمارا بھی بہن بچا رہے کہ پڑھنے لکھنے کا تھوڑا تھوڑا
ابھی اس نت کرینگے اور تیری زبان سے پستکوں کی باتیں سنیں بہکوتیری باتوں
پورا بشواس آگیا ہے ہم تیرے بچن کوشت جانتے ہیں — بدیاوتی بولی میری
باتیں مورکھہ استروین کو اچھی نہیں معلوم ہونگی ہاں جو لڑکیان اور جوان تیرا
پڑھی ہوئی ہونگی یا جنگی تھوڑی بہت بھی بدھی ست سنگ کے پرتاپ سے نزل
ہوگی وہ تو راضی ہونگی اور پیرانے چلن اور گہڑے ہوئے سہی کی استروین کو
میرا بچن زہر لگے گا بلکہ تالیان بجا کر سنیں گی عورت تو عورت ہے مرد ایسے
کو مارگی ہیں کہ اونکے کرتب دونوں لوک کے بگاڑنے والے ہیں — ایک تو بھی
بہاری کو ریت ہے کہ بہا دون سدی میں ہر سال گنیش چوتھ آتی ہے شاستر کا تو
حکم ہے کہ اوس دن گنیش جی کا برت اور پوجن کریں اور چھوٹے چھوٹے بالکون
کو لڈو کھلا دیں برہم بیوج ہو ایشر کا بچن کریں اسکے بدلے سائے دیشون
میں ایسی کوئی رواج پڑگئی کہ آنے سال کیا چھوٹے کیا بڑے سب لوگ اتنے
پتھر برساتے ہیں کہ گہر میں تھن کا ڈھیر لگتا ہے اور بہتیرون کے ماتھے
پھوٹ کر لہو لہان ہو جاتے ہیں اکیال میں اپنی نہال میں تھی بارہ جینے کے
پتھر بارہاں ہوئے گنیش چوتھ کے دن دو گھڑی رات گئے سے آدھی رات

پتھر ون کی بر کہا محلہ محلہ میں ہونے لگی ایک لڑکے کے سر میں ایسا زور سے
پتھر لگا کہ سر میں گڑھا پڑ گیا اور لہو کی تھری چل گئی ایک آدمی پر اسکا مارنا نشتہ ہو گیا
لڑکے کے مان باپ کو تو الی میں فریاد دی گئے وہاں سے مجسٹریٹ کی کچہری میں
مدعی اور مدعا علیہ چالان ہوئے تو چھ مہینے کا جیل خانہ اسکو ہوا بھلا یہ بھی کوئی
تیو ہارون میں تیو ہار سے پریشد ایسے کو کرم سے کب راضی ہوتا ہے۔
دیپ مالکان میں رات کو لچھین کا پوجن ہوا کرتا ہے اور وہ رات پریشد کے بچن
کی ہی ہے سو ساری رات لوگ جوا کہیل کر کائی کرتے ہیں ہزاروں روپیہ کی ہار
جیت ہوتی ہے اور آپس میں بے ایمانی پہنچتی ہے پھر رے راج دربار میں پکڑے
جاتے ہیں اور لڑکے آتش بازی چوڑتے ہیں بلکہ کئی آدمیوں کے مونہ اور
ہاتھ جل جاتے ہیں کسی کسی دیش میں مکر کی سنگرانت کے دن جو پوسن یا گاہ کے
سمینے میں آتی ہے لڑکے اور جوان گلی ڈنڈا کھیلتے ہیں ایک لڑکے کی آنکھ پر
گلی اوچل کر لگی وہ کانٹا ہو گیا تو بھی مور کھتا کو نہیں چوڑتے شاستر کی لیک سے
سنگرانت دان پن کر نیکا دن ہے گلی ڈنڈا کھیلنے کا تو ہاتھ تم کسی شاستر میں لکھا
دیکھا نہ سنا۔ ہولی میں جیسی واہیات ہوتی ہے تم بھی جانتی ہو مرد استری
لاج کو تیاگ کر بہت بری طرح بکتے ہیں اور شراب پیکر جوتی پزار لڑتے ہیں
بنا راج ڈنڈ کے ہی آپ سے آپ کا لا مونہ کر کے اور گلے میں جوتیوں کا ہار ڈال کر
گدھے پر سوار ہو کر شہروں میں گلی گلی پھرتے ہیں اور وہ بچن کہ جنکے سننے سے
کان کڑے ہوں گلی گلی مونہ سے بکتے پھرتے ہیں کیچڑ میں لد پھد ہو جاتے
ہیں سر میں سیروں خاک ڈالتے ہیں اور ڈولواتے ہیں باپ کو بیٹے کی اور

بیٹے کو باپ کی بہو کو ساس کی ساس کو بہو کی کسی کو کسی کی لالچ شرم نہیں تھی
 کد اچت پر میسر سب بند ہوئی اور بہن گاوین بجاوین وہ توریت میں ہے پراون
 کو کرمون کے کرنے سے کتنے ٹکے ہاتھ لگتے ہیں۔ جیٹھ کے جینے میں
 نہ جلا اکا دشی آتی ہے شاستر کے دوار اپر میسر کی تو یہ اگیا ہے کہ اوسدن
 منیت شدہ کر کے برت رکھے جو ٹھہ نہ بولے کسی سے بے ایمانی اور لڑائی جھگڑ
 نکرے ایکانت میں بیٹھ کر رات بھر مالک کی یاد کرے اوسکے سپریت تمام دن او
 رات جوا کہیلے ہیں لڑتے جھگڑتے ہیں جو ٹھہ بولتے ہیں ایسے برت کا پہل
 مکتی کا دینے والا کب ہے یہ سب کہوٹی سنگت اور مور کھتا کا کارن ہے پر ہے
 لکھ مرد سنگت سے بگڑتے ہیں اور جان بوجھ کر نہ کرنے کی بات کرتے ہیں
 جب مردون کی یہ دشا ہو تو لو گائیون کا کیا دوش ہے۔ راجستان میں
 سب ذات کے آدمی بے پرمان افیون کہاتے ہیں اونین راجپوتون کی
 تو افیم جیون پران ہے سنا ہے کہ سیواڑ میں ایک ٹہاکرا نیم بیت کہا تا تھا او
 اوسکی سنگت سے ٹھاکر سے زیادہ ٹھکرانی اور باندیان اور چاکر کہانے لگ گئے
 ایک سہی شام کے وقت ٹھاکر صاحب تو تہال آروک کر بیٹھے اور چاکرے منقہ
 تازہ کر کے ٹھاکر صاحب کو دیا پھر نوکر حلیم میں آگ رکھنے کو گیا ادھر تو ٹھاکر کے ہاتھ
 میں کلی رہی بینک میں آگے او دھر نوکر کی آنکھ آگ کے ٹھیکرے پر حلیم بھرتے
 بھرتے بند ہوئیں تھوڑی دیر میں ٹھکرانی لکھو شنکا کرنے کو مکان سے باہر نکل
 دیوار کے سہارے بیٹھی اور چوکری کو پوکار کر کہا کہ چنبلی ہاتھ دھو لائے کو پانی
 طیار رکھ چوکری پانی کا برتن لیکر دیوار کے پاس کھڑی ہو گئی ٹھکرانی جی بھی

پینک میں بے سُرَت ہو گئیں اور چوہ کری کو بھی ہوش نہ رہا چاروں استری پر
 پر افیم نے اپنا ایسا اثر کیا کہ اسی پینک میں پر بہات ہو گئے پھر جب وقت ٹھا کر
 صاحب کو چیت ہوا تو چاکر کو پکارا اے چلم بہر کر نہیں لایا تھا کری آواز سنکر چاکر
 چونک اٹھا جواب دیا کہ چلم میں آگ رکھتا ہوں وہاں ٹھیکرا سنبھالا تو اوسمیں
 آگ دھوان کچھ بھی نہیں تھا اودھر ٹھکرانی نے پینک سے چوٹ کر لوٹدی کو
 آواز دی چوہ کری بولی اندام اعلیٰ حاضر ہے ٹھا کر اور ٹھکرانی انکہ کہو لکڑ دیکھیں
 سویرا ہو گیا تھا۔ اب بچا کر کے دیکھنا چاہئے ایسے افیم کے بس ہوئے کہ
 جنکو شری کی بھی سدہ نہ رہی پھر بھلا ایسے پرش استریوں سے کیا آسن ہے کہ
 شبہہ کر کم کرین شراب اور افیم نے ہندوستانی راجاؤں کے راج بھرت کر دینے
 دونوں لوگ میں اتند ہو گئے کے یوگ نہیں ہے جسکو اپنے شری کی خبر نہواں
 سے گہر کیا سنبھل سکتا ہے اور جو گھر کا پر بند نہ کر سکے وہ راج کا بند و بست کیونکر
 کرے اوسکو کیا ٹھیک کہ پر جا دکہی ہے یا سکی تو کر چاکر پردہاں مصاحب چیت
 راجا کے راج میں پر جا کو ہر ایک تہمت لگا کر لٹے ہیں انکی فریاد راجا کے کان
 تک نہیں پہنچتی دیکھو سرکار انگریز کے گھر میں کیسا چاندنا ہے کہ جو کوئی غریب
 غریب آدمی بھی لاٹ صاحب کے دربار میں عرضی بھیجتا ہے اوسکو بھی ہاں نان کا
 جواب تر ت ملتا ہے میرے بہائی نے اپنے ہوش سنبھالے پیچھے جب سے سرکار
 کی نوکری کی ہے کبھی رشوت نہیں لی اور نہ سرکار کا نقصان کیا اوسنے اپنا
 سارا حال انگریزی آرڈوناگری میں لکھ کر چارے ضیان ڈاک کے دوارا ایک بڑے
 شہر کانے راجستان میں پہنچوائیں پرتو ایک کا بھی جواب نہ آیا وہاں تو حرام خوا

مونہ لگ ہی تھے ایسے آدمی کو کون گھسنے دیتا تھا یہ تو بڑا دربار سرکار لکھنؤ
 کا ہی ہے کہ جیسا آدمی ہوتا ہے ویسی ہی اوسکی قدر کرتے ہیں میرے بھائی
 پنڈت موہن لال دس برس سے ایک ہی شہر میں کوئوال ہیں سیکڑوں متھ
 فوجداری کے نت اونسے پاس آتے ہیں جو وہ چاہتے تو ہزاروں روپیہ پیدا
 کر لیتے پر وہ تو پنڈت اچھی بُری کے سوچنے والے ہیں لو بھ کے جال سے
 بچ کر ایسا اپنا چلن بیوہ ہار شدہ رکھا کہ جتنے کلکڑ اور مجسٹریٹ منہرا میں آئے
 سب اونسے راضی ہے چلتے وقت نیکنا می چٹھیاں دینگے اسی کارن یہاں
 میرے پتا کی بدلی نہیں ہوئی شہر میں جتنے امیر غریب سیٹھ ساہوکار ہیں
 راضی ہیں عام ہندوؤں میں ایک بات اتنی بُری ہے کہ تین چار برس
 کی جہان لڑکی ہوئی اوسکی ماں اور تانی چاچوں نے اوس سے چوٹے
 برتن ملوانے شروع کیے گویا لڑکیوں کے واسطے پورانی چال کی پہلی تعلیم
 یہی ہے کہ سوتے سے اوسھی اور چوکا برتن کیا بھلا چوٹی لڑکی اپنے بہائی
 بہنوں کو کھلا دے تو کچھ دوش نہیں اوسکی ماں کہانے پکانے سے شجرت
 ہو جاتی ہے پر جب بچہ اول سے ہی دن بھر چوکے برتن میں لگا رہے تو
 پھر اچھی باتیں سیکھنے اور علم پڑھنے اور جالی کشیدہ کاٹنے کا کونسا وقت
 آدیکایا ہونے کے پیچھے تو مسرال میں گھر گریست کے گورکھ دھند
 سے ہی چٹکارا نہیں ہوتا یہی دن تو اچھی باتیں سیکھنے کے اور انہیں
 میں اونکی مائیں لڑکیوں سے چوکا برتن کرا کے اونکو داسی کرم سکھلا دین کچھ
 بڑے ہونے پر اونکو عمدہ لیاقت کہان سے آدگی اکثر تو گھروں میں ہی

حال برتھان ہے اور سو گھروں میں دس پانچ گھر داسی کرم سے مل گئے
 تو کیا ہوا سوا دس گھروں کی عورتیں پڑھنے لکھنے کو عیب جانتی ہیں۔
 سرے باپ یا ماں نے کبھی آجکل پنی زبان سے مجھ سے یہ نہ کہا کہ فلا نا
 برتن پڑا ہے تو مانج لے۔ چو کا برتن کرنے اور دال ڈالنے دلائے کیواسطے
 چار آنہ حد آٹھ آنہ جینے کو پہناری یا کھاری رہ سکتی ہے دس بیس پچاس وہ
 ہینا ہر ایک گزشتی کے کہانے پینے کپڑے لے مین پینے کے جینے خرچ
 ہوں تو کیا اور چار آنہ آٹھ آنہ بھگوان نہیں دیگا پر نیت اور حوصلہ کی بات ہے
 کد اچت کسوا اور کرپن لوگانی کے پاس دھن ہی ہو جائے تو کیا اوسکی نیت
 تو کنگال بنی رہتی ہے مردمانس ہی ایسی باتوں کو نہیں سوچتے ہیں اور یہ
 تکلیف لڑکیوں کو بہاری ہو جاتی ہے کہ جہاں آٹھ دس برس کی لڑکی ہوئی
 اور ماں باپ نے اوسکی چاتی پر چلی کا پتھر کہا سسرال میں گئی تو ایسی ہی
 ساس نندیں ملین مینے دیکھا ہے کہ امیر گھر کی لڑکیاں کنجٹ اور کو مار گین
 کے گھر میں سیاہی جاتی ہیں اونکی کنجٹی آتی ہے اپنے گھروں کو روتی جاتی
 ہیں اور پستی ہیں کو مل ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں تو بھی ساس نہیں
 اوسکا پیچھا نہیں چھوڑتیں خاوند تو اونکے دس بارہ چودہ برس کی عمر کے
 چوٹے چوٹے ہوتے ہیں اول تو ماں باپوں کے ہوتے ہوئے لڑکوں کی
 کو ڈیان اوڑھتی ہیں اور دوسرے وہ تو اپنے لکھنے پڑھنے اور کھیل کو مینست
 ہتے ہیں اور شاید کسی کو ہوش ہی ہوا اور دنیا کی باتیں سمجھنے ہی لگا تو لاج
 کے مائے کچھ نہیں کہہ سکتا اسلئے مور کھوں کے گھر میں کبھی آرام نہیں ملتا

بگڑیل سو بہاؤ کی لڑکیاں پہلے تو مان چاچی دادی اور دیورانی جہانی سا
 نند سے لڑتی رہتی ہیں پھر جب ان کے اولاد ہوتی ہے اور لڑکوں کی بہو دین
 آتی ہیں ان کو نوچ نوچ کر کہاتی ہیں بدیا و قی کے پروس میں دیار ام نامی
 سونار رہتا تھا اوسکی لڑکی بھی آیا جایا کرتی بدیا و قی اوسکو گیان دن
 اور شوسیل جانکر من لگا کر اچھی ریت سے پڑھاتی چار برس کے بہیترا اوسکو سب
 گنوں میں اپنے برابر کر لیا اور آپس میں دونوں کے ایسا سینہ بندھا
 لڑکیاں گھڑی ہی الگ ہوئے کو کسی کا جی نہیں چاہتا پنڈت موہن لال ہی اوسکو
 بدیا و قی کی برابر پیار کرتا تھا اور اونکی چترانی اور بدہوانی کو دیکھ کر کہیں
 میں بہت ہی راضی ہوتا اوس لڑکی کا نام سو جھدر تھا ایک دن یہ دونوں لڑکیاں
 پسٹکین دیکھ رہی تھیں اور بہت سی لڑکیاں بیٹھی ہوئیں اونکے منہ سے
 سیکشا کی باتیں سن رہی تھیں اتنے ہی میں پنڈت موہن لال کو تو ال مکان پر
 آیا بدیا و قی اور سو جھدر کو لکھنے پڑھنے میں لولین دیکھ کر بولا کہ بیٹیا بدیا و قی
 میں جانتا ہوں کہ تیرے برابر مردوں کی بڑی ہی تیز نہوگی اور ہے بیٹیا سو جھدر
 تو بھی بدیا و قی سے کسی طرح کم نہیں اس واسطے میں تم دونوں سے کہتا ہوں کہ
 میرے سوالوں کا جواب سوچ کر پتر میں لکھو ایک تو میرا یہ سوال ہے کہ بواہ میں
 بہت سی باتیں ایسی پیریت ہوتی ہیں کہ جگے سبب اس جہان میں ہی وہ
 ہو گنا پڑتا ہے اور وہ بڑی رستیں نچوں میں نیچا دکھلاتی ہیں اور پرکوں بھی
 بگڑتا ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ جیسے بواہ میں بہت سی برائیاں ملی ہوئی
 ہیں ایسے مرتکب میں بہت خرابیاں ہیں ان دونوں سوالوں کے سوائے

جو کچھ نکو سوچہ پڑے اونکو بھی اچھی طرح سوچ سمجھ کر لکھو لکھو اوکے بموجب اپنا
 گھر کا پر بندہ کرنا منظور ہے۔ یہ سنکر بدویاوتی نے اپنے باپ سے کہا
 کہ بہت اچھا پتا عیسا آپکا حکم اسی ریت سے ہم دونوں سوچ بچار کرست ست
 باتیں لکھیں گی پر مور کہہ استری پرش تو آپ کے اس بچار پر نہیں کیونکہ ہمارے
 ملک میں مرد عورت مور کہہ اور نادان بہت ہیں اور گن دان آدمی تھوڑے
 ہیں جو لوگ کیول چار حرف پڑھ کر نوکری چاکری کرتے ہیں یہ ماننا کہ اونکے کام
 سے سرکار انگریزی راضی ہو کر اور قانون ان اونکو جانکر بڑے بڑے عہدے
 اونکو دیتی ہے لیکن اونکی سمجھ اس لائق نہیں کہ بڑے اور پہلے کو سوچکر اچھی
 باتوں کو رواج دیں اور برائیوں کو بند کریں اور ظاہر ہے کہ اگر اونکی سمجھ
 درست ہوتی تو اپنے گہروں اور برادر ہی میں آپ بندوبست کرتے جو کوئی اونکا
 کہنا نہیں مانتا بہت باتوں میں سرکار سے مدد اور آگیا لیتے کد اچت اون
 بڑے عہدہ داروں اور سپہتہ سا ہو کاروں نے اپنے من میں بھی نفع نقصان
 کو سمجھ لیا تو کیا مطلب نکلا کرتب تو اونکے ہاں کہہ دین حکومت کرنا اور دین و ان
 ہونا یہ تو بات دوسری ہے اور اچھا چال چلن بنانا اور برائیوں سے بچنا
 اور بات ہے یہ بچار آپکا بہت اہم اور بھولے ہوؤں کو مارک بتانیکا ادائی
 اچھا ہے سچن پرش جب ان باتوں کو نمکیش سوچیں گے تو آپ کو دہن بادونگی
 اور مور کہوں کے تونہ استت کرنے میں آئندہ ہن نہ برائی کرنے کا ارمان ہے
 است کی نشیہ کرنے والے تو سچن پرش ہی ہوتے ہیں۔ پنڈت مولال
 بدیاوتی کے یہ اہم اور میٹھ بچ سنکر بہت ہی راضی ہوا بدیاوتی نے سوچنا

کی صلاح سے آٹھ دن میں پتر لکھ کر اپنے باپ کی بیہوش کیا اور سکی نقل لکھی جاتی ہے
 لڑکیوں کے بواہ میں کھوئی ریتوں کا برتاو اور ان کی تفصیل
 جاننا چاہئے کہ آجکل بھرت کھنڈ میں اول تو یہ ہوا باپ ہے کہ چوٹی ذات ان
 کے سوا بڑی ذات والے ہی لالچ میں آکر لڑکیوں کو نیچے لگے یہ بواہ کر کہا
 کہ لڑکی کے مان باپ کو جہان سے زیادہ روپیہ ملا اور سکی ساتھ بواہ یا مارا
 سیواڑ دھونڈ ہار ان تینوں دیشوں میں تو یہ مر جا دیکھا گھلی ہے کہ براہمن
 بنیوں اور کہین کہین چتر یوں میں جنکے گھر پانچ چار لڑکیاں پیدا گئیں
 اور سکا تو پیڑھیوں کا دلہن جاتا رہا غریب تھا وہ ہی سا ہو کار بن بیٹھا لڑکی
 پیچھے سات سات پانچ پانچ ہزار روپیہ لگتے ہیں اپنے دیش میں ہی کہیں کہیں
 لوگ ایسا کرنے لگے تیسرے گھور پرادہ یہ ہے کہ لڑکی کو جان بوجھ کر کنوے میں
 مان باپ اپنے پیڑھیوں کیلئے ہیں کد اچت روپیہ لیکر کسی ایسے کے ساتھ کہ جو لڑکی کے
 برابر کا جوڑا اور اسکے لائق ہو بواہ کریں تو لڑکی تو سکھ پاوے اور کل سہرا
 سجاوے پر کجھت مان باپ بوڑھے پھونس کے ساتھ جو ان لڑکی کو بیاہتے
 ہیں وہ برس دو برس پیچھے مر جاتا ہے اور یا جو ان لڑکی کو دس گیارہ بار برس
 کے لڑکے سے بواہ دیتے ہیں جب تک لڑکا جو ان ہو دو ماہن بوڑھی ہو ذات
 برادری کا اس زمانہ میں یہ حال ہے کہ کوئی کیسی کان مر جا نہیں مانتا
 شاستر کا پڑھنا پڑھنا نامت سے چوٹ گیا پریشہ کا کسی کو ڈر نہیں رہا سنگوں
 کے پڑھنے سے جانا جاتا ہے کہ پہلے ہی میں جب راجہ اور حاکم اپنی پر جا
 بے راہ چلتے دیکھتے اور نکو دند دیتے یہاں تک کہ مہا پاتنگی گھور باپ کر نیا لے

آدمی کو اپنے راج سے باہر نکال دیتے اب راجستان میں اندھیر ہے جب آپ
 ہی کو راہ چلین تو پر جا کیونکر نہ بگڑے اور کھوٹے مارک چلنے والوں کو کون ٹنڈ
 دے۔ بیس واڑہ لکھنؤ کے علاقہ میں اور کئی جگہ چھتری لوگ اب تک لڑکیوں کو
 پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے ہیں جو لوگ آپ پاپ کرین وہ دوسرے کو کب
 راہ پر لاسکتے ہیں ہاں سرکار انگریز سب طرح ساودا ہاں ہے دھرم اور نیائی
 روپی بات تو یہ ہے کہ سرکار کی طرف سے ایسے آدمیوں کی واسطے سزا مقرر کی جا
 کہ پھر کوئی روپیہ لیکر اپنی جوان لڑکی کو بوڑھے اور بالک کے ساتھ نہ ہوا ہے
 نہیں تو بیچاری لڑکیوں کا چہنکارا دکھ کے ساگر سے کہی نہوگا لڑکی کی عمر سے
 لڑکا دونا نہو تو ڈیوڑھا سوا یا تو ضرور ہی ہوستری پریش کے آپس میں پریت اور
 اتند تو اسی ریت سے بڑھے گا کہ جب ونون کا جوڑا برابر ملیگا بہت جگہ میسا
 دیکھا کہ لڑکی اچھی ہے تو لڑکا بہت بُری صورت کا کالائیکرا کا نا عی کبھی ہے
 اور لڑکا گلاب کا پھول ہے تو لڑکی بنی بنائی چوڑیل پالے پڑی پہلے تو مان باپ
 نہ دیکھتے ہیں نہ پوچھتے ہیں اونکے گھر میں بہت سا گھنا پاتا دیکھ کر سگانی کر دیتے
 ہیں تیسرا ایک برائی یہ ہے کہ پیچھے سگانی چوڑے چوڑاتے اور آپس میں جونی
 پیزار کرتے پھرتے ہیں بیچ میں نانی اور پروہت و ونون طرف سے سیکڑوں
 روپیہ مار کھاتے ہیں شائستہ ترین لکھا ہے کہ جو کوئی بیٹی کے گھر کا اتق جل پان
 کر گیا وہ ضرور نرک میں جاوے گا جنکے پاس کچھ روپیہ ہو جاتا ہے وہی بڑہ بڑہ کر
 لڑکیوں کو مول لیتے ہیں اونکی اولاد کی واسطے پریشہ کا بیہ بچن ہے کہ بول لی ہوئی
 لڑکی ار تہات روپیہ دیکر بنی ہی ہوئی عورت سے جو اولاد پیدا ہو او سکی سنگیا

داسی پتر ہے اور داسی پتر ہوا تو خاندان کی اصلیت کہاں ہے اور ابھی تک
 ہمارے حساب تو ست جگ ہی ہے کہ لڑکیاں بیچاری مان باپ اور بیویوں کے
 ہاتھ سے بکجاتی ہیں اور بڑے بڑے ہون کے پلے بندھتی ہیں اور سمجھتی ہیں
 کہ ہکو مان باپ نے لکڑی ہے اور جلتی آگ میں دھکا دیر یا تو بھی وہ بیچاریاں اپنی
 زبان سے کچھ نہیں کہتیں اپنے کرموں کو رو کر بیٹھ رہتی ہیں پر نہ تو تھوڑی دن
 اور جو ایسا ہی اٹھایا رہا تو لڑکیوں کی ہی کان لاج لا چاری کے درجہ ٹوٹ
 جائیگی اور سوقت بیو تو ف لوگ یہ کہیں گے کہ بہانی اب تو کلجگ آگیا یہ نہیں
 سوچتے کہ کلجگ کی صورت تو آپ ہی بنے بنائے ہیں کہوٹے کرم آپ کریں کلجگ
 کے سر دوش لگا دیں پہلے وقتوں میں سو میر چا جاتا تھا سبہا میں اپنی ذات
 میں سے جسکو لڑکی پسند کرتی اس کے گلے میں پھول مالا پہنا دیتی اب لڑکیوں
 کے ایسے کرم پیوٹے کہ مان باپ کے ظلم اور نادانی سے ساری عمر روتی ہیں
 سوا اسکا علاج تو سرکار کے ہاتھ میں ہے سیکڑوں طرح کا سکہ سرکار انگریزی
 نے ہندوستان کی پر جا کو دیا یہ نہ کہہ ہی سرکار ہی سے مٹے گا سب سے پہلے
 دھن دان اور سا ہو کاروں اور بڑے بڑے عہدہ داروں کا بندوبست ہو
 کہ وہ روپیہ کے زور سے لڑکیوں کے مان باپ اور کہوں کو ہزاروں روپیہ
 دینے کو طیار ہو جاتے ہیں اور لینے دینے کی ریت تو کینخت ہندوؤں نے ہی چائی
 کی ہی نہ تو مسلمان ایسا کرم کرتے ہیں اور نہ انگریزوں میں یہ دستور ہے
 انگریزوں میں کیا ایسی ریت ہے کہ جب خود عورت مرد کو پسند کر لیتی ہے تب شادی
 ہوتی ہے یہ نہیں کہ مان باپ بدوں اسکی مرضی کے چاہے جس انگریز کے

ساتھ شادی کر دین اور اسی سبب سے انگریزوں میں سب مرد عورت بہت
 پیار اور محبت سے سہتے ہیں سیکڑوں میں سیکڑے جھگڑتے سنا ہوگا نہیں تو
 انکے آپس میں سیطرہ کی بدنامی نہیں سنی ہندوؤں میں ایک گھر میں دس عورت
 اور دس مرد ہیں تو دسوں کے ہی آپس میں گالی گلوچ مار کوٹ جوتی پیرا ہوتے
 دیکھا مور کھون کے پرتاپ سے دن بہ دن دہرم کا ناش ہو جاتا ہے اور پتا
 بڑھتا ہے۔ دیکھو مور کھون کو بواہ میں واجبی روپیہ صرف کرنے سے تو
 شرم آتی ہے اور انکی عزت میں فرق اگر ذات برادری میں ناک لگتی ہے
 پر نتو لڑکیوں کو جان سے مارنیکا اونکو کچھ ہی پاپ نہیں لگتا یا لڑکی کو بچکر
 اوس حرام کے روپیہ سے لڈو جلیبی بنانے اور برادری کو کھلانے سے اپنی
 برائی نہیں جانتے ایک آدمی تو کو کرم کرتا ہے اور سب برادری کے پرش
 استریوں کو لڈو جلیبی کہا کر پاپ پہاگی ہونا پڑتا ہے۔ دوسرے یہ برائی
 ہے کہ گھر میں تو ایک کوڑی نہیں اور برادری کے طعنہ اور سمدھی کے ڈر سے
 مکان جا یا دیگر وی رکھکر یا بچکر یا تمسک لکھکر روپیہ قرض لاتے ہیں اور برتھا
 کاموں میں لگاتے ہیں جیسے آتش بازی اور پھلوار اور روشنی اور ناچ کو
 سوانگ تماشے میں ہزار روپیہ اوڑ جاتا ہے پہلا یہ کونسے شاستری ریت ہے
 اور اس لوک در پر لوک میں سوائے دکھا اور سنتاپ کے اور کیا لاجھ کی
 صورت ہے ہتھیرے رشوت کہاتے ہیں اور سرکار کے مال میں چوری کرکے
 لڑکے لڑکیوں کے بیاہ میں روپیہ خرچ کرتے ہیں انت میں جب قصور است
 ہوتا ہے بندی خانہ میں برسوں پڑے ہوئے مڑتے ہیں بال بچوں سے

جدا ہو جاتے ہیں پھر مونٹر پکڑ کر روتے ہیں۔ تیسرے بھائی بندون کا یہ حال ہے کہ پہلے تو بھڑے پر چڑھا کر بیچائے غریب کا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں پھر وہ دن پیچھے وہی لوگ تالیاں بجاتے ہیں اور لعنت ملامت کرنے کو موجود ہو جاتے ہیں۔ چوتھے بھائی بندھون اور ناتہ رشتہ داروں کو اپنا پیارا بھجھ کر شادی میں دونوں طرف بولاتے ہیں پر متو وہ ایسی کہوٹی صلی دیتے ہیں کہ جسے سبب گرتی کو بارہ برس تک جو باجرہ کی روٹی خالی نہکے ساتھ کہا کر پیٹ بھرنا پڑتا ہے کسی ایک تو قرض چوکانے کے واسطے تمام اسباب مکان جا یاد بچکے بھیک مانگنے کے لائق ہو جاتے ہیں جب بیچائے غریب آدمی پر مشکل آکر پڑتی ہے سب موٹھ پر ہاتھ پھیر کر الگ ہو جاتے ہیں بلکہ دہی تھی پریش جلتے کو جلانے کے لیے یہ بات کہنے کو طیار ہوتے ہیں کہ کیوں جی اتنا روپیہ کیوں خرچ کیا بچونا دیکھ کر پاؤں پھیلائے ہوتے اور جو اونکی مرضی کے موافق نہ کرے تو بھی برا کہتے ہیں پھر بھی ایسے برے کاموں سے نہیں ہٹتے پہلا ایک شادی میں ستیاناش ہو چکا اور عہاد کہہ اٹھا لیا تو دوسری شادی میں تو سادہ دان رہیں سو مور کہوں کا ایسا کہوٹا سو بھاؤ ہوتا ہے کہ جوتیان کہانے پر بھی عقل نہیں آتی ہے۔ پانچویں دہی رشتہ دار اور بھائی بند ایسا اد پادہ کھڑا کرتے ہیں کہ دونوں طرف دس بائیں جوٹھی سچی لگا کر تسکین دے لے اور وہیں کے باپ کو لڑا دیتے ہیں اور آپ اچھا کہلائے کو الگ سے لگ بنے رہتے ہیں پھر اون دونوں میں ایسی پھوٹ پڑ جاتی ہے کہ سمدھی سمدھی ایک دوسرے کی ہنک کرنے کو کمر باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب اتوں میں

ایسا کہو تا چلن ہے کہ جب سے لڑکے لڑکیوں کی سگائی ہوتی ہے کسمی کسی
 بات پر کھینچ تان تھوڑی بہت چلی جاتی ہے انت میں بیاہ کے وقت دونوں
 کی دشمنی ظاہر ہوتی ہے ار تہات دوسلے کا باپ سدھی کی آبرو خراب کر نیلے
 لئے بلا اطلاع اس کے برات میں بہت بھیڑ بہاڑ اکٹھی کر کے لیجاتا ہے اکثر
 گنوار گاڑی بان اور سائیس سدھی کی آبرو لینے کو طیار ہو جاتے ہیں کہیں
 تو بیلوں کو خاک بھی نہیں کہلاتے پلاتے سدھی کے دروازہ پر جا کر دھوم مچا
 ہیں اور بے پرمان دانہ راتب گہی چارہ مانگتے ہیں دیتے دیتے ہی چین نہیں لینے
 دیتے گالی گلوچ کرنے لگتے ہیں جسکو دیکھو راون ہی بنکر آتا ہے دولہن کا باپ
 بھی جل بہن کر رہا نہ سے سدھی کو لوٹتا ہے اونکی کھینچ تان میں نانی پر وہ
 آسرت وغیرہ اس بہانت کے آدمیوں کی خوب بن پڑتی ہے — چٹے کہیں
 کہیں یورانیک پنڈت مور کہہ حجابون کے سامنے بواہ کرم میں ایسی گٹر شہر
 کرتے ہیں کہ اونکو سوار اپنے لینے کے شہہ اشہہ کرمون سے کچھ نہیں مطلب
 رہتا انکی لیلگا نوون میں کہیں کہیں اچھی طرح سے دیکھنے میں آئی کہ بیٹرو
 کی جگہ نماہ تنک زبان ہلا کر بیاہ کرا دیتے ہیں اور اونسے پوچھو تو برن مالاکے
 اکثر تا بھی شدہ نہیں بول سکنے شہرون میں بواہ کرتا پنڈت جو تھوڑی بہت
 سنسکرت جانتے ہیں اول تو بواہ پڑھتی کی ریت سے سن لگا کر بواہ کرم نہیں
 کراتے دوسرے تاکید کرتے ہیں تو خیال میں نہیں لاتے اونکو سوار ٹھگنے اور
 جمانون کو لوٹنے کے اور کچھ پر یوجن نہیں ایک پیسے کی جگہ دس پیسے لیکر ہی
 پیچھا نہیں چھوڑتے بلکہ بات بات پر پروہت اور بواہ کرتا پنڈت مونڑ پھوڑتے

ہیں وہ وقت خوشی کا ہوتا ہے پر توان لوگوں کی زبردستی کے سبب دکھ پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑائی جھگڑا ہونے لگتا ہے یہ کہلاوت سچ ہے کہ لڑکا مرے یا لڑکی نانی برہمن کا بچا کہیں نہیں گیا۔ ساتوین شادی میں انیک ایسی کوریت ہوتی ہیں کہ جنکو لکھتے ہوئے قلم رکھتی ہے ایک تو یہی ہے کہ بہت سی ذاتوں میں سب ستریان ملکر اور بتنا یک کے گہر میں دولہ کو لیجا کر کل دیوی کے کلس کو ڈنڈوت کراتی ہیں اور کلس کے بھیتروں میں ہن کے بائیں پاؤں کا جو تار کہدیتی ہیں دوسرے بازار میں چلتے چلتے اور گلیوں میں کپڑی ہو کر عورتیں ایسی بڑی طرح سے واہیات گالیاں بکتی ہیں کہ سننے والے پہلے مانسوں کو لاج آتی ہے اور اسطرح مرد بھی آپس میں سدھی کے ناتہ سے گالی گلوں بکتے ہیں اور بیڈھب سنخری کرتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ مان بہن سب کی ایک ہوتی ہے اسری کا درجہ تو ایک ہی بیاہتا کیواسطے پریشہ سے سناتن سے رکھا ہے نہ کہ سائے جہان کی عورتوں کو بیاہتا کے برابر سمجھ کر بدون بچائے کچھ سے کچھ موٹھ سے پاپ روپی بچن کالین تیسرے ذاتوں میں ذاتوں میں جنکے خاندان میں پیڑھیوں سے فارسی بدیا پڑھنے کہنے کی چار ہے یہ دستور دیکھا کہ اکثر دونوں طرف سے منڈھپ کے تلے لڑکے غزلیں اُردو فارسی کی پڑھا کرتے ہیں اون لڑکوں کے باپ چچا بھائی بان بھیک اور اپنے من میں بہت راضی ہو کر ایسی غزلیں سکھاتے ہیں کہ اکثر اکثر میں گالی اور کہوٹے نرنج بچن بھرے ہوتے ہیں اور ایسا چلا کر پڑھتے ہیں کہ اون کہوٹے بچنوں کو مرد اور عورتیں کان لگا کر سنتے ہیں اور پھر پڑھتے پڑھتے

لڑکے لڑکے آپس میں جوتی پیزا رہوئے لگتی ہے جب زیادہ لڑائی بڑھ جاتی ہے تو دونوں طرف سے جوان جوان آدمی اونکی حمایت کراتے ہیں افسوس ہے ہندوستانیوں کے چال چلن پر کدھر ہے لکھے ہوئے آدمی بے انتہا پاپ کر مین بن گئے بڑے آگے ہو کر لڑکوں کو بچپن سے ایسی باتیں سکھلا دینا پھر لڑکے کیونکر استاد ہوں۔ ان سب برائیوں اور بکھوٹی ریتوں کو بدھ ہوان اچھی طرح سے بچا رہا کہ پن میں پاپ اور دھرم میں ادھرم ہونے سے دونوں لوگ میں کا لہو منہ ہوتا ہے ایسے اگیانی پریشانی پرکھتا کی کارن بہت کال تک نرک میں با کرینگے۔

مرتب کی کہوٹی ریتوں کا بیان

ہندوؤں میں جب کوئی مر جاتا ہے پہلے پہلے گھروں کی عورتیں بہت بڑی طرح سے روتی اور چلاتی ہوئیں بیچ بازار میں چھاتی اور مونٹر کوٹتی ہوئیں کھلتی ہیں اور سوقت اونکو نہ اپنے بدن کا ہوش رہتا ہے نہ لاج اور آبرو کا خیال ہوتا ہے اس ہامی ہوئی میں کہیں تو اوڑھنا سر سے اوڑھ جاتا ہے کبھی سپٹ کھینچتا ہے بازار اور گلیوں میں کھڑے ہوئے مرد تماشا دیکھا کرتے ہیں اور اسپین ایک دوسرے کو اذگلی سے بتاتے ہیں کہ دیکھو ملائے کے گھر کی عورتیں ہیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں اونکے روتے کا یہ حال ہے کہ باہر رشتہ جان پہچان برادری کی عورتیں اور پروسنین جب تک اوسکے گھر پر ماتم ہے نہ آتی ہر دن ہر مین کوئی تو کسی وقت آئی اور کوئی کہی جب کوئی عورت باہر سے آوے تب ہی سب ملکر روتے لگتی ہیں سویرے سے شام تک روتے ہیں بھیت ہوتا ہے اور یہ بات بڑہ کر ہے کہ سب عورتیں اوسکے مکان میں اپنے اپنے گھر کے سر

ہونے آدمیوں کو یاد کر کے اور اونکا بیان کر کے روتی ہیں گویا سارے شہر کا
 ماتم خانہ ہو گھر ہو جاتا ہے اور جب کوئی بڑا بوڑھا مر جاتا ہے تو جو عورتیں کہ
 سمدھیانہ سے آتی ہیں مرے ہوئے پریش کو گالیاں دیتی ہیں۔ گجرات
 دیش میں مار دڑ سے او دھر یہ ریت ہے کہ گھر میں کوئی روئے والی ہو تو
 باہر سے استریوں کو کرا یہ ٹھیکر کر بولاتے ہیں شاستر میں تو بالکل رونا منع
 ہے ساری باتیں کر کی پھیل گئیں رونا بھی ہے تو لوگ دکھا دیکھا کہ تو دل میں
 ہوتا ہے پر باہر کے آدمیوں کے سامنے دن رات چوٹھ روئے
 سے کیا مطلب نکلتا ہے گھیا منڈی میں کنہیا لال نامی بھگت گئیانی کہیاں تھا
 ایک سہی خود اسکا پیارا بھائی یا اور کوئی مر گیا وہ ایسا گیان وان اور سچوہ
 تھا کہ ایک آنسو آنکھ سے نہیں نکالا اور عورتوں کو بھی بالکل روئے نہیں آیا
 جو کوئی عورت ماتم پرسی کو آتی صرف دھیر دلاسا کی باتیں کر کے چلی جاتی اور
 گھر میں اب تک وہی چال ہے پوران کا لیکھ ہے کہ جو کوئی روتا ہے اس سے
 مردہ کو بہاری دکھ ہوتا ہے اسلئے بالکل رونا نہیں چاہئے انگریزوں میں ہی
 دیکھ لو کہ مرد عورت سے کوئی ہی نہیں روتے۔ دوسرے مسلمانوں اور
 انگریزوں میں مردہ کو گاڑنے کے لئے گورستان میں بیت دھیر دھیر
 لیجاتے ہیں ہندوؤں میں کیسی کجبت ریت ہے کہ مردہ کی اسٹی کو اوٹھا کر
 بہا گتے ہیں بوڑھے اور کمزور آدمی اونکے ساتھ بہا گتے بہا گتے ہانپ
 جاتے ہیں بہا یہ بھی کوئی بد چوانی ہے جو دیکھو سوانو کبی ریت ہے۔
 تیسرے میکڑوں کو س کے آستر میں بیٹیاں بیابھی جاتی ہیں ایک تو پہلی

سے غریب آدمی کے گھر میں کھانے کو نہوا اور کفن کا ٹہنی اور کر یا کریم کی مٹی کا
 کا بند و بست بہت کھٹنائی سے کرین تپیر آفت یہ ہے کہ دور دور سے بہن
 بیٹیاں اور سہنہنیں باپ بھائی اور ناتہ رشتہ دار کے رونے کو آتی ہیں
 دس سن عین میں ہل گاڑیاں اوہرا و دہرے اکٹھی ہو جاتی ہیں اونکے آ
 چارہ اور کھان پان کے بند و بست میں ہی بیچارہ غریب کا بھوکسل ڈر جاتا ہے
 اور جوان لوگوں کے آدرستکار میں تھوڑی سی کمی رہ جائے تو آگے جا کر خاک
 اوڑا دیں اور کیے کرانے پر پانی پھیریں اونکو بھی بہت ہی زیر باری ہوتی ہے
 پر تو سب کے سب بیٹے کے اندھے ہوتے ہیں اپنی اور دوسرے کی ہان
 لاجھ کو کوئی ہی نہیں بچا رتے مرے سانپ کی لکیر کو پیٹے جاتے ہیں اتنی
 دور سے دکھ پا کر آنے سے کیا مردہ جی اوٹھتا ہے آپ سیکڑوں روپیہ کا
 نقصان آنے جانے میں اوٹھاتے ہیں بال بچے راہ میں تکلیف پاتے ہیں
 ندی نالے کا جڈا ڈر رہتا ہے تھگ چور لوٹھیروں کے ڈر سے تمام راہ نیند
 نہیں آتی اور جکے گھروں نے رولانے کو دھاڑ ساتھ لیکر آتے ہیں خرچ کے
 مائے اوسکا ستیا ناش کہتے ہیں بد بھوان بچا کر بند و بست کرین تو دور سے
 ڈاک میں خط چٹھی بھیج دینا ہی بہت ہے بیفائدہ سیکڑوں روپیہ تلے دونوں
 آنا کیا ضرور ہے *

ضیافت میں آفت کا بیان

اس زمانہ میں ضیافت جان کو آفت ہو جاتی ہے ایک تو بیچارہ غریب آدمی
 کہیں سے روپیہ میسا اوہاڑ لاکرا اونکو کہلائے پھر ناموری کے بدلے بدنامی

اوٹھائے اگر ریت سے چلین تو کہلانے پلانے کا بھی ڈر نہیں کہ یہ سنسار کا
 بیوہ ہے پر ایسا دیکھنے میں آیا کہ جب برادری کے مرد عورت ضیافت کرتے
 کے گھر بولائے جاتے ہیں اوسکی دھول اورانے کو عورتیں اپنے ساتھ چار
 چار پانچ پانچ دوسری ذات کی لوگائیاں لیجاتی ہیں ایک عورت برادری
 کے تینچھ پانچ غیر عورتوں کو کھلانا پڑتا ہے یہی حال مردوں کا ہے پھر انکا
 یہہ کیمنہ پن ہے کہ جتنے چوٹے بچے دودھ پینے والے ہوتے ہیں انکا بھی
 حصہ لیکر اور شیرینی یا حلوا پوری کچوری کی پوٹ باندھ کر اپنے گھر لیجاتی ہیں
 اس حساب کو ابھی طرح غفلت نہ کی جھیلادین کہ کتنا کچھ خرچ پڑتا ہے مثلاً سو روپیہ میں
 کل برادری کے آدمیوں کا کھانا طیارہ ہو تو اس حساب سے ہزار آٹھ سو
 روپیہ چاہئے پھر بھی وہ کہلا یا پلا یا سکرت نہیں لگتا ہے آپس میں لوگائیوں
 اور مردوں کے سیکڑوں جھگڑے پیدا ہوتے ہیں دس دس بریان برادری
 میں گھر گھر بولانے کو جانا پڑتا ہے اور ہاتھ جوڑتے اور پاؤں میں پکڑیاں
 رکھتے پھرتے ہیں بہت سے مان منائے سے کہاٹے کو آتے ہیں اور بہت
 جگہ دنگنی لوگ آپس میں ایسا فساد کھڑا کرتے ہیں کہ پکا پکایا کھانا پھکا پھکا
 ہے ضیافت کرنے والے بیچارہ کی سائے شہر میں بدنامی ہو جاتی ہے اوسکو
 اوسکی جیت کو ایسا کلیش ہوتا ہے کہ گویا جیتے جی مر گیا لگے پڑے ہوت جان بوجہ کر
 کو کرم کرتے ہیں *

بھرت کھنڈنوا سیون کے وان پن کا بیان
 ستوگنی رجوگنی تنوگنی تین طرح کا وان پن ہوتا ہے جس خیرات سے پرشید

راضی ہو اوسکی یہ راہ ہے کہ بنا بچار ذات کے عام لوگوں کے ساتھ ملکر
 کرے اور جو ہا لنگال لنگڑے لوے اندھے اپانچ کو دای نردھن ہون الچ
 اور کپڑے اور روپیہ سے اونکی پالن کرنا چاہئے جہاں تک تابو پہونچے ایسے
 دین پرشون پر دیا رکھے یا جہاں مسافروں کو پانی اور ٹھیرنے کی جگہ نہ
 وہاں درخت لگا دے کنوے باولی مکان دھرم شالا بنوائے ایسے دیالو
 اور بچار وان پرش تو ہوتے ہین اب تو اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب
 کبھی سیٹھ سا ہو کار لا لا تصدی عہدہ دار کسی دیوتا کے نام سے سوچا
 براہمنوں کے کہلانے پلانے کا بچار کرتے ہین تو اپنے اپنے میل ملاپ کی
 آدمیوں کو چھانٹ چھانٹ کر نوٹا دیتے ہین اور براہمنوں کی تفصیل میں
 دیوانجی تحصیلدار جی شہیدہ دار جی تھانہ دار جی فوجدار پر وہاں اور ناتہ
 رشتہ داروں کی رسوائی بنانے والے براہمنوں کو اور سنا ہو کاروں کی
 کوٹھیوں پر جتنے ٹھلو ابراہمن نوکر چاکر ہوتے ہین اونکو نوٹا دیتے ہین او
 گدھا کو جال کو بھی خوشی دل کے ساتھ نہیں کرتے جو ریت دان پن کی پہلے
 بیان کی ار تہات غریب اور محتاجوں کی پالن کرنا اور درخت لگانا اور مکان
 دھرم شالا آدبوانا کنوے باولی کہو دوانا ستو گنی دان پن ہے رجو گنی خیرا
 وہ ہے کہ جو کچھ ال پنی ماموری اور آپسین بڑا کہلانے اور شیخی دکھلانے کیو
 کرتے ہین تو گنی دان پن او سکو کہتے ہین کہ جبدن کچھ کرنا بچاے بات
 بات پر کرو وہ الے اور جٹکو کہلانے پلاے اور دان سے دلاے او سپر
 احسان جٹلاے اور تھوڑا کرے اور بہت سا بتاے اور جس وقت بہم ہوج

کرے دیو چوک سے کوئی ہو کہا اہی گت برہم ہون کا نام سنکر یا اور کوئی
 بیچارہ پر دیشی رستے چلتا سادہ سنت بہکاری اوسکے دروازے پر چلا اور
 بانس پڑنے لگتے ہیں اوسکو سیکڑوں گالیاں سناتے ہیں کہتے ہیں چل چل
 تیرے واسطے تھوڑا ہی ہو جن بنو یا ہے کیا تو یہاں سے تو چلا جا نہیں تھوڑی
 سے پٹو کر نکلو اور یا جا گیا اوس بیچارے کے دن پہلے ہوتے ہیں جب تو
 اکینے ولکار میں اپنا رستا پکڑ جاتا ہے اور جو تھوڑی دیر بھی ٹھہر گیا تو نوکر
 چاکر لپٹ جاتے ہیں میل ہی کیا اچھا ایشرنے ملا یا ایسے ہی تو جہان کو رسم
 نام کے ہو کہے اور ایسے ہی کہانے والے استاد اور اسی میل کے دیوتا جب
 جہان کے گہر سے استاد لوگ کہا سیکر اور موچون کو تاؤ دیکر نکلتے ہیں اہ
 میں کوئی ملے اور پوچھے کہ آج کہاں چہا پامارا تو وہ استاد لوگ جواب
 دیتے ہیں کہ بہت دنوں میں آج موڑی کو مارا ہے ستو گنی دان پن تو ہزار میں
 ایک دو آدمی کرتے ہونگے نہیں تو سب جگہ بھی ڈھنگ ہے ہمارے شہر میں
 ایسے گنی اور گیانی ہیں کہ جبکہ مکان پر بھوجن کرتے کو جاتے ہیں اوسی
 کی بیٹی رونی کرتے ہیں۔ انگریزوں کی سب باتیں پران کی ہیں کیسی ہی
 راہ دان پن کی نکالی ہے کہ جبکہ کارن انسے پریشہ راضی ہے اور دن ونا
 اور رات چو گنا تیج اور پرتاپ بڑھتا جاتا ہے بھرت کہند تو اسی جیسی پریشہ
 کی اگیا کو لوہ کر مالک حقیقی کے ساتھ کپٹ کی چال چلتے ہیں ایسے ہی آپ
 آپ اپنے کہوٹے کرمون سے دو دو کوڑی سستے ہوتے چلے جاتے ہیں
 انگریزوں میں پٹیکش میں تو یہ دستور ہے کہ لوگوں کے دکھلا نیکو بنیاد

دان پن مور کہون کی طرح نہیں کرتے اور بیچ بات ہے کہ جس آدمی کو ہمیشہ
 نے سب کچھ دیا ہو اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو اور دس بیس پچاس وہیمہ ہینا تو کرب
 یا بیوپار یا کسی دوسرے پیشہ کے سہارے سے پیدا کرتا ہو اور سکو کوئی بیون
 کر کے دو چار پیسے دھینا کے دے تو اسکی کیا خاطر میں آویگا اور وہ جینے
 دو جینے میں کسی سے دو چار پیسے دھینا یا وہیلی روپیہ دان پن کا لیکر کتنے کال
 جیوے گا یہ اسکی ہمارے ہوتا ہے کہ بیفائدہ دوسروں کا پاپ اپنے سر لیتا ہے
 اور دینے والا نہایت نادان ہے کہ ابھی اگتوں اور غریبوں کا حق ایسے بے پروا
 اور دہاپے ہوئے لوگوں کو دیتا ہے انگریزوں کی وہ خیرات ہے کہ جبکہ پتہ
 سے سبکدھار میں نیو لگتی چلی جاتی ہے جو کوئی ایک درخت لگاتا ہے اسکا پھل
 ہماری ملتا ہے سرکار نے تو لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت درخت جنگل اور
 سرکوں پر لگائیے جنکے سایہ میں جیٹھ بیٹا کہہ کی کہن ہو پ سے مسافر چکر
 آرام پاتے ہیں جنگل میں منگل کر دیا جہان جہاڑیاں کھڑیں تھیں اور آدمی
 کی گزر نہیں ہو سکتی تھی جب تک سو دو سو پانسو آدمیوں کا سموہ نہ ہوتا اسکے
 دو کتے مسافر کی کیا مجال تھی کہ ٹوئروں کے ہاتھ سے جان بچا کر نکل جاتا
 وہاں پر سترکین بندہ گئیں مسافر انکھیں بند کیے ہوئے سونا اور چھاپے چلے
 جاتے ہیں جگنا تھہ جی کے درشن پہلے وقت میں پہنچ نہیں تھے گیا شرادہ
 بڑے دھن دان ہزاروں روپیہ خرچ ہونے سے کرتے تھے اب غریب
 سے غریب بھی تھوڑے روپیہ میں چلا جاتا ہے اور آجاتا ہے بدری نارا
 کے رستہ میں کیسے کیسے کہن جہولے تھے کہ مارے ڈر کے آدمی کے پران

نکلتے تھے وہاں بھی سڑک باندھ دی اسی برس کی بڑھیا بھی لہٹی کھرکاتی
 کہٹ کہٹ چڑھ جاتی ہے بدھوان آنکھیں کھول کر دیکھیں اور نہ رکش ہو کر سن
 میں بچار کرین اس سے اوکھ پن اور کیا ہوگا کہ جسکے پہل کا انت نہیں لکھو
 کو بد یادان دینے کا بہاری پہل ہوتا ہے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے گاؤں
 گاؤں شہروں میں پاٹھہ شالا اور اسکول جاری کیے غریبوں کو پستک سنے
 میں بھی نہ کہنے کو نہیں ملتی تھی یا اب گھر گھر میں اینکٹ یاؤں کی پتکین ہو گئیں ہر
 میں اب تک پنڈتوں کی بیہوشا ہے کہ ابھان اور ایر کہا کے ماسے بدیاؤ
 پستک کو آپس میں بھی چپا تے ہیں غریبوں اور نردہن کو تو کون پڑھاتا ہے
 پھر حبیب بد یادان انگریزوں کی طرف سے جاری ہے سب جانتے ہیں نیاو
 انصاف دیکھ لو دودہ کا دودہ پانی کا پانی الگ الگ کر کے غریبوں کو پالتے
 ہیں کہ اچت ہندوستانی ہی وہو کہا دیکر اولٹا سید ہا حاکمون کے ہاتھ سے
 انیاو کراوین تب تو لا چاری ہے نہیں تو اپنی جان میں کبھی انیاو نہیں کرتے
 سورج تونت او دے ہوتا ہے پرتو چکڑ کو دن میں دکھائی نہیں دیتا پھر کھو
 سورج کا کیا دوش ہے ایسے ہی مورکھ اسل و تم سہمی میں ہی نہ سنبھلیں
 اونکے بہاگ کوئی کیا کرے ایسا سہمی باہر نہیں آوے گا گھر گھر کے آگے گنگا
 بہتی ہے استنان کرنے کی شد دیا چاہے *

بدیاوتی کا گونا اور سرال میں جائیکے بعد او کی بدھوتی

کا حال

جب پنڈت موہن لال نے بدیاوتی کے گلے ہوئے پتھر کوٹھا اور اکثر اکثر کو

بچا راتوا تن خوش ہوا کہ پہلا بدن مین نہ سایا اوسی وقت سنا کہ بولاکر
 پانچ ہزار روپیہ کا جڑا دئیور بدیاوتی کیواسطے بنوایا اور دو ہزار روپیہ کا زیور بھڑا
 کے لیے طیار کر دیا سو بھدر ا کے باپ نے سنا تو پنڈت جی سے بہت کچھ عذر
 کیا اور دو گنٹہ تک تگھار رہی پر تو موہن لال نے نہ مانا اور کہا کہ سنو بہانی
 میرے نزدیک بدیاوتی اور سو بھدر او دونوں برابر ہیں اس میں تم مجھے کچھ
 مت کہو سنو لاچار سو بھدر ا کا باپ دیارام چپ ہو گیا یہہ ذکر شہر میں پھیلا
 تو اچھے پنڈت اور بڑے بڑے عہدہ دار موہن لال کی ستو گئی برتی اور
 قدر دانی کی تقریت کرنے لگے اور بدیاوتی اور سو بھدر ا کی بڑہی اور بچا کو
 بہت کچھ سراہا۔ پانچوان برس سیاہ کو شروع ہوا تو پنڈت موہن لال نے
 سب سامان گونہ کا طیار کر کے بدیاوتی کے سسر کو چٹھی لکھی کہ پہو لہاردیج
 کو ہمارا بچا لڑکی کا گونا کرنے کا ہے آپ چرنچو بدیاوہر کو وہاں سے بھیج دیجئے
 تیس دن ڈاک میں چٹھی کا شی پہونچ گئی پنڈت دیودت نے چٹھی کو پڑھ کر
 دو سکر دن بدیاوہر کو ریل میں روانہ کیا دو تین آدمی اس کے ساتھ بھیجے
 وہ تیس دن ستھرا میں پہونچا بدیاوہر کو موہن لال نے پانچ برس پیچھے
 دیکھا تھا جس سے ہات چیت ہوئی سسر کا دل کنول کی طرح کھل گیا سب
 بدیاوہن میں داماد کو بھرپور اور گن اور بڑہی کا سا گردیکہ ہکر اپنے بہاگ کو
 سراہنے لگا لڑکی اور داماد کے لیے آٹھ ہزار روپیہ کا جڑا و زیور بنوایا تھا
 بیٹی کو تو پہلے ہی دیچکا تھا داماد کو اپنے ہاتھ سے پہنایا اوسی وقت اس کے
 روپ کو دیکھ کر چاند سورج شرمانے لگے اس کے آنے کی خبر سنکر ناہ شرتہ دا

اور پار پر دسی ملنے کو آئے بہتیرے تو پہرون بیٹھے ہوئے اوسکی صورت
 دیکھا کیے کسی کا جی اوسکے پاس سے اوشٹھنے کو نہیں چاہتا تھا جب آدھی رات
 ڈھلگئی لوگ باگ لاچار ہو کر اپنے اپنے گھر کو گئے بد یاد ہرنے ہی آرام کیا
 سویرے سب سے پہلے اوشٹھکر دشا جنگل اشنان سے فرصت پائی تو پہر
 بھی نت نیم اسنان پوچن کر کے باہر آیا اوسوقت غیر آدمی کوئی بھی نہیں تھا
 فرصت میں بد یاد دتی کا پتہ بنایا ہوا دکھایا بد یاد ہرنے ایک ایک حرف اوسکا
 پڑہ کر اپنے دستخط کر دیئے اور پنڈت جی ار تھات اپنے سسر سے کہا کہ اس
 پتہ پر مینے اس بات پر دستخط کیے ہیں کہ ہمارے گھر میں آگے سے بالکل اسی
 لکھاوٹ کے موافق عمل ہوتا رہے گا اور جہاں تک بن پڑیگا مین بڑے پتہ جی
 کے ہاتھ سے اس پتہ کی نقل کر کے ناتہ رشتہ داروں کے پاس بھجوا دوں گا
 گھر میں دس مرد عورت ہونگے تو اونہیں کوئی نہ کوئی تو عطلند نکلے ہی گا پھر
 بد یاد ہرنے بد یاد دتی کو بہت دانا اور سچا روان جانکر اپنے بہاگ کو سدا
 تیرے دن رخصت کی طیارہی ہوئی موہن لال نے جیسا بیاہ مین جہیز دیا تھا
 اوتنا ہی کپڑا لٹا کہنا پاتا برتن بہانڈا عمدہ عمدہ طیارہی کے زمانے مردانے جوڑے
 اوسنگ سے من کہو لکر بیٹی اور داماد کو دیا رخصت کے وقت برادری کے سوا محلہ
 کی سب عورتیں اور بد یاد دتی کی سہیلیاں ملنے کو آئیں اوسوقت کا حال کچھ
 نہو چو بد یاد دتی کی جدائی سے برابر کی سہیلیوں کا جگر چٹا جاتا تھا سو بھدراسے
 تو سہارا انگیا بیہوش ہو کر گر گئی جیون تیون گھر سے رخصت ہو کر رتھ میں سوار
 کرایا موہن لال ایک کوس تک پہنچانے کو گیا ندان بہت اوداس ہو کر گھر کو

اولٹا پہرا اوسی دن سب نوکر چاکرون سمیت اگرہ میں پہنچے اور رات کو
 ریل پر ایک پردہ دار گاڑی میں سوار ہوئے دوسرے دن اپنے گھر پر
 داخل ہو گئے بدیاوتی کی ساس دل تو جہیز کے سامان کو دیکھ کر بہت راضی ہوئی
 پھر ہونے کے روپ کو دیکھتے ہی پھول گئی اور مونہہ دکھانی کی پانچ تھریں دین
 برادری میں خبر ہوئی تو نزدیکی ناتہ رشتہ داروں کے گھروں سے اور پرس
 کی عورتیں آئیں پہلے دن نہی ہو کے دیکھنے کا سب کو چاہو ہوا کرتا ہے سارا دن
 ملنے ملائے میں تمام ہوا بدیاوتی آئی گئی کا مونہہ تکتی تھی دوسرے دن ساس
 ہونے کے سوتے بیٹھنے کپڑے لٹے اسباب رکھنے کے لئے اوپر کا سجا سجا یا کوٹھا
 خالی کر دیا سسرال میں جہیز دو جہیز تو بدیاوتی کا جی اوکھڑا اوکھڑا ہوا پھر
 جیون جیون واقع ہوئی اور شرم کھلی تو گھر میں چوٹے بڑوں سے پریت
 بڑھتی گئی آہستہ آہستہ کام کاج میں دخل دینے لگی یہ معمول ہوا کہ صبح کو تو اسکی
 ساس کچی رسوئی بنالیتی اور شام کی پکی بیالو کا اہتمام ہو کو سو نپا آخر بدیاوتی
 اپنے خاندانی گھر کی بیٹی ستہرا کی سہنے والی تھی پہلے پہل ہی چترائی سے ایسی
 عمدہ طیار کی بیالو بنائی کہ اسکی کاریگری اور سگڑائی سب گہ والوں کے
 من بہانی ساس سرے خاوند دیور جیٹھ دیورانی جھٹانی جتنے کہنے کے آدمی
 تھے کہنے لگے کہ ایسی ہو تو کسی کے گھر میں نہیں آئی یہ تو دیوتا ہے پھر تو یہ
 حال ہوا کہ گھر بہر میں اس کے سوار کسی کے ہاتھ کی بیالو بنائی ہوئی کسی کو پسند
 نہیں آتی ایک دن کا ذکر ہے کہ بدیاوتی ہر کی مان کی طبیعت تو ٹھنڈ لگانے کے سبب
 مانی سی ہو گئی اسنان ہی نکر سکی اور اسکی نند بالک تھی اور بیاہ ہونے کے

کارن اوسکو کچی رسونی کا ادھکار بھی نہیں تھا اوسدن بدیاوتی کو صبح کی بھی
 بنائی پڑی ایسی جگت سے رسونی بنائی کہ کہا نیوالے ہاتھ چاٹتے رہ گئے
 کچھ سامان جو بچ گیا تھا نائین اور پنہار کو برتا دیا باہر کی آنے جانے والی عورتیں
 تو گھر گھر میں نت آتی جاتی رہتی ہیں اوس پدارتھ کو کہا کرادھون نے دس گھنٹوں
 میں جا کر پڑائی کی بدیاوتی کی ایک عادت اور تھی کہ کبھی کبھار نائین دھوبن پنہار
 ایسی عورتوں میں سے کوئی چیز مانگنے کو آتین تو بدیاوتی اونکا سوال خالی نہیں
 جانے دیتی اسلئے سارے محلہ اور برادری میں اوسکے سبب بدیاوتی کا نام شہور
 ہو گیا جس نے نہ دیکھی تھی اوسکو بھی دیکھنے کا چاہو ابراوری اور محلہ کی اشرف
 لڑکیاں اور عورتیں بھی اوسکی پاس آنے لگیں۔ پریشہ کی اچھا سے سو بھدر کا بھی
 بیاہ بنارس میں ہوا تھا دوسرے برس وہ بھی سسرال میں آئی اوسنے بھی
 اپنی برادری میں نام پایا۔ ایک دن سو بھدر اڈولی میں میٹھکر بدیاوتی کے
 پاس ملنے کو آئی وہ اوسکو دیکھ کر ایسی راضی ہوئی کہ جیسے کسی کو دولت گرہی
 پاتی ہے بدیاوتی کی ساس سو بھدر کا شعور اور عقل دیکھ کر میں بہت خوشی
 ہوئی اور بدیاوتی کی زبان سے اوسکی شوہاؤں کو کہا کہ بیٹی یہ تیرا گھر ہے اس
 گھر میں اور اوس گھر میں انتر مت سمجھنا بدیاوتی کی مان بدیاوتی اور سو بھدر
 کی ایک سی صورت ایک سی بولی اور ایک سا گن اور سوہاؤں دیکھ کر اچھے میں لگی
 اور اپنی بڑی بہو سے کہنے لگی کہ یہ بہو ذات کی تو سنا رکھی بیٹی ہے پر گیارہ
 اور صورت سوہاؤں کی ایسی ہے کہ بڑی ذات میں بھی اسکے جوڑ کی ہو بی نہیں
 ملے اتنے ہی میں بدیاوتی باہر سے آگیا مان سے پوچھا کہ آج تم کساؤ کر رہی ہو

اوسکی مان نے سو بھدر کا حال جیسا بدیاوتی کی زبانی سنا تھا کہا بدیاوہر نے
 ہنسر جواب دیا کہ باجی آدمی کی شو بہا کیول گن بدیاوہر اچھی سنگت کے پرپ
 سے ہوتی ہے جسکو پریشہ نے گن اور شعور دیا ہے وہی بڑا ہے کرتب تو
 چکے خراب ہوں اور نام کیواسطے بڑی ذات ہو تو کیا دھڑی بہر حوصلہ نہیں
 سیکھا سو برس کا ہو گیا تو کیا بڑے تو ڈونگرار تھا ت پر بت ہوتے ہیں اونچے
 اور نیچے گرائے او گن سے کہلاتے ہیں اور بڑی اور چھوٹی ذات کی پوچھو تو
 اپنی اپنی ذات میں سب بڑے ہیں یہ کوئی نہیں کہتا کہ میں ہوں ہوں لیکن
 اونکے کہنے سے کچھ نہیں جسکو جگت سہرا ہے اور پریشہ کے سنگھ لالی پاو
 وہی بڑا ہے کہوٹے اور کہرے کروں سے اچھا اور بڑا جانا جاتا ہے کسی
 ستک میں اچھی اور بڑی ذات کہی ہوئی نہیں ہوتی کہ اکثر بائچ کرچان لے
 ایک پتر جو سو بھدر کی صلاح سے تمہاری چھوٹی ہوئے اپنے میکے میں پنڈت
 موہن لال جی میرے مسسر کی اگیا کے موافق بنایا ہے اوسکو تم نے نہیں سنا
 جب سنو گی اور ہندوؤں کی بڑی اور نرج ریتوں کو بچا رو گی تب ان دونوں
 کے گن پر گھٹ ہونگے موہن لال نے سو بھدر کو اسکے گن اور بدیاوہر اور اوتھم چلن سے
 راضی ہو کر اپنی دھرم کی بیٹی بنائی ہے دو ہزار روپیہ کا زیور اپنے پاس سے
 سو بھدر کو ہوا دیا یعنی یہ سب حال اپنی سسرال میں پنڈت جی کی زبانی سنا
 تھا یہ سنکر بدیاوہر کی مان بہت راضی ہوئی اور سو بھدر کے ساتھ سچے من
 بہت محبت کرنے لگی یہ سارا حال سو بھدر کی سسرال میں اوسکی ساس سسر
 جیہ اور خاندان کو بھی معلوم ہو گیا اور یہ بھی جان لیا کہ ہماری بہو کو بدیاوتی

کہا یا پڑیا ہے اوسی کی پرتاپ سے گن وان ہوئی اس سبب سے آپسین
 بہت ہی میل ملاپ ہو گیا بدیاوتی تو بھاگو ان بھی سسرال میں ہی اوسکے پاس
 بہت سی بڑی اور چھوٹی لڑکیاں رات اور دن رہنے لگیں اوسکو سوائے بیسوی کے
 اہتمام کے اڈگر کے گورکھ دھند سے کچھ مطلب نہیں تھا کہ نوکر چاکر بہتر
 یا ہر کام کرنے والے موجود تھے آٹھ پہر لکھنے پڑھنے اور جالی کشیدہ اور چھ
 باتون کی سنگت رہتی سکھیا جو سدا سکھ پاتے ہیں بدیا دہر بھی مدرسہ میں
 ڈیڑھ سو روپیہ کا نوکر ہو گیا سب باتون کا گھر میں رام پرتاپ تھا اسی آئند کے
 ساتھ پانچ برس گزر گئے پریشہ نے اس عرصہ میں دولڑکے گلاب کے چول
 بدیاوتی کو دیئے اور ایک لڑکی دیوی کا سروپ پیدا ہوئی ۔

مرلی منوہر کا بیان

بدیا دہر کے بہائیوں میں چھ سات پیڑہی کے انتر مرلی منوہر چچا کا بیٹا بہائی
 بڑا پنڈت اور گمانی تھا پنجاب کے ضلع میں اوسکا باپ تحصیلدار تھا جب تک
 زندہ ہے مرلی منوہر کو کچھ سوچ فکر نہیں تھا تحصیلدار کے مرتے ہی دلدر کے
 جال میں پہن گیا اوسی مصیبت اور تکلیف میں بڑی لڑکی کی شادی کی وہ بھی پانی
 چالون کے سبب بہت حیران تھا اور انکے مٹانے کی فکر میں تھا کہ اسی عرصہ
 میں چھوٹی لڑکی کی شادی کا پیغام آیا اوسنے موقع اور مصلحت جانکر اپنے سہیل کو
 اس مضمون کا خط لکھا۔ خط۔ پنڈت صاحب مہربان دوستان
 پنڈت فقیر چند جی بہار گوسلامت بعد نسکار اور اشتیاق ملاقات کے عرض
 یہ ہے کہ مہربانی نامہ آپکا وصول ہوا مجھ کو شاد کیا۔ وقلہ آپ نے

شادی کے واسطے لکھا سو درست ہے میری بہن خوشی اور تمنا ہے کہ
دسویں گیارھویں برس تک لڑکی کی شادی کر دیا جائے کیونکہ پیچھے بواہ کر
میں دہرم نہیں ہے۔ **وقفہ** پہلے سے میرا حال آپ کو معلوم ہے۔

بہنیں صبر۔ **وقفہ** میری ہزاروں
روپیہ کا قرض سر پر ہو گیا۔ **وقفہ** دنیا میں بیٹا بیٹی سے زیادہ کوئی
پیارا نہیں ہے جب اپنی لڑکی دیدی تو ادنیٰ سے زیادہ ہمدرد اور دکھ سکھ کا
ساتھی اور کون ہے اسلئے میں آپ کو اپنا پیارا اجا نکرا اپنے دل کا حال لکھتا
کہ اچت مجھ سے انترا اور کپڑا رکھو گے اور میرے اس خط کو گھر گھر دکھاتے
پھرو گے تو اس میں تمہاری اور میری دونوں کی بدنامی ہوگی۔ **وقفہ**
میں نے آپ کے ساتھ رشتہ داری اس راوہ سے کی ہے کہ ہمارے اور آپ کے
درمیان میں اور لوگوں کی طرح جیسے اس زمانہ میں لوگوں کے ہنکانے اور بھڑکانے
اور اپنی بیوقوفی سے سد ہی سد ہی آپس میں لڑ جھگڑ کر بدنامی اوٹھاتے ہیں رنج
ہونے پڑے۔ **وقفہ** میں تو اپنے کرموں کے پہل سے ہمارا لڑری
ہوں اور آپ سب لائق ہو اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ ایسی تجویز نکالوں کہ میرا
شباہ ہو جائے اور آپ بھی زیر باری سے بچو اور جس مریض علاج کرنا ہو مجھے
آپ لکھ بھیجیو کیونکہ میں چودہ برس سے اچھے برے لوگوں کا برابر امتحان کیا
ہے جسکو اپنا جانا وہی آستین کا سانپ نکلا۔ **وقفہ** جو جو خرچ بیفائدہ
ہیں انکو کم کرنا چاہئے کہ اس میں خاص آپکا ہے فائدہ ہے آتش بازی اور ہلوانے
اور روشنی اور ناچ میں واجب خرچ کرنا چاہئے آپ کو لوگ یہ بات کہیں گے

کہ وہ صاحب اسمین تو تمہاری ہلکانی ہوگی یہ کہنا اونکا ماننا نچاہے کیونکہ
 کہلاوت ہے کسی کا گھر جلے کوئی تاپے دوسرے کا گھر چھونک کر تاشا
 دیکھنے والے بہت ہیں۔ **و فعت** جس وقت مورکھ آدمی آپ کو ہیکا وین
 اس خط کو پڑھ کر میری بات یاد کر لینا پھر اون مورکھوں کے کہنے کا اثر اپنے
 دل پر نہوگا۔ **و فعت** لینے دینے کا یہ معاملہ ہے کہ ایسا کون کہنت ہے
 جو پیدا ہوئے پر لڑکی اور داماد اور سہد ہی کو مذہ پر جب نہو تو کیا کرے
 اس بات کا ارمان کرنا نچاہے۔ **و فعت** چرنجیو بابولال کی چٹھی حیت
 سدی ۳ کو ہوگی جہوریت دکھلا کر ساتھ کے ساتھ جینیو ہی کڑا دینا نوکر ہی
 ہوئے تو کیا اچنبہا ہے آخر تو براہمنوں کا کل دررشیوں کا منش ہے آٹھ
 برس کی عمر میں لڑکے کا جینیو ہونا چاہئے پھر تولڈر کا پاتکی ہو جاتا ہے دنیا کا
 نہ روپیہ پیسا ساتھ چلے گا نہ بیاہ شادی کا نام بکینٹھ میں لیجا نیگا صرف اپنا
 دھرم اور نیک کرم سا تھی رہیں گے جہاننگ بن پڑے پریشہ کا حکم نہ لو پے۔
و فعت میں نے اپنی سچی محبت کا حق ادا کیا آئندہ جیسی آپ کی تجویز ہو اور میں
 اپنا فائدہ جانو وہ کیجئے میں تو ہر طرح آپکا تابعدار اور خیر خواہ ہوں۔ اسطرح
 خط لکھ کر روانہ کیا پندرہویں ڈاک میں اوسکا جواب آیا اوسکی نقل بھی لکھی جاتی ہے
سہد ہی کے خط کی نقل

پنڈت صاحب مشفق مہربان پنڈت مری منوہر صاحب بہار گو سلامت
 آپ کی ملاقات کا اشتیاق بہت ہے جدائی کا خجودل کے ٹکڑے کرتا ہے پریشہ
 وہ دن کرے کہ جلد جدائی کا پردہ درمیان سے اٹھے نوازش نامہ آپ کا

ورود ہوا ممتاز فرمایا ہر ایک دفعہ کا جواب لکھتا ہوں ملاحظہ سے گزریگا۔
 دفعہ ۱۔ آپ نے لکھا کہ پہلے تو میں خوش تھا اور اب دلزدہ رہی ہوں اسباب کا

بہانہ لگنا سنا ہے زمانہ ہمیشہ کیسا نہیں رہتا ہے ہماری اور آپ کی

شرم آبرو ایک سبب آپ کی شرم آبرو کا سبب ہے۔ دفعہ ۲۔

ہو گا اور آپ سے جو والدہ صاحبہ نے فرمایا تھا وہی درست ہے۔ دفعہ ۳۔

جبکہ آپ کی اور میری شرم و آبرو واحد ہے تو مجھ کو بھی آپ کا خط دوسروں کو دکھانے

میں شرمندگی ہے آپ نے مجھ کو اپنے دکھ کا ساتھی جان کر یہ فقرہ لکھا ہے حقیقت

میں چوٹا ہوں اور آپ بڑے ہیں۔ دفعہ ۴۔ آپ نے لکھا کہ میں نے

رشتہ داری اس بچار اور خواہش سے کی ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان

اور لوگوں کی طرح رنج ہوتے نہ پائے حقیقت میں بچا ہے اور ایسا ہی دیکھتے

آتے ہیں سو کوئی بات آپ کی مرضی کے باہر نہوگی اس بات پر آپ دل سے چین

کریں۔ دفعہ ۵۔ آپ نے لکھا کہ کسی کے بھکانے میں منت آنا بہت

درست ہے آجکل زمانہ ایسا ہی ہے برادری کے لوگ دونوں طرف سے

اچھین بھکا کر لڑائی جھگڑا اور بدنامی کروا دیتے ہیں سو ایسا یہاں نہیں ہوتا

پاؤں لگا۔ دفعہ ۶۔ آپ نے مجھ کو اپنا یگانہ سمجھ کر اپنی بے مقصدوری کا حال

لکھا ہے حال میرا ہے اندنوں میں کسی جگہ نوکر نہیں ہوں آپ کے سامنے جو

سلسلہ ڈاک گھوڑا کیا تھا وہ بھی بہ سبب جاری ہونے ریل کے ٹرما اسیلے میں

اپنا سا حال سب کا جانتا ہوں آپ نے کچھ بجا نہیں لکھا آپ ہمارے بڑے ہیں

یقین ہے کہ فضل شری بھگوان سے سب چاہا ہو گا جیسا زمانہ سچا دوسری موافق

شادی کیجا دی گئی۔ **واقعہ ۶** آپ نے جو واسطے کم کرنے خرچ روشنی اور
جلوس ہرات اور آتش بازی کے لکھا اس بات سے میں آپکا بہت شکر گزار اور
احسانمند ہوں کیونکہ اس میں خاص میرا ہی فائدہ ہے آپ کے حکم کے موافق
عمل میں آویگا۔ **واقعہ ۷** بدی بھلاؤ نکو اپکا
خط سنا دیا تھا وہ سن کر بہت رضا مند ہوئیں اور یہہ نیاز نامہ اس کے فراتے
کے مطابق لکھا گیا ہے۔ **واقعہ ۸** آپ اگرہ میں آکر شادی کریں تو بہت
اچھا ہے کہ سکوزیر باری ہوگی نہیں تو جہان ایکلی مرضی ہوگی وہاں ہی حاضر
ہونگا۔ **واقعہ ۹** عزیز بابو لال کا جنیو ماہ بسیا کہ ستمبر ۱۹۲۹ میں کرا دیا گیا۔
واقعہ ۱۰ نواز شنامہ آپکا احتیاط سے اپنے پاس رکھ لیا ہے جب ضرورت
ہوگی دیکھ لیا کرونگا۔ **واقعہ ۱۱** سمدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط پڑھ کر مرلی منو ہرچول
کی طرح کہل گیا اور دوستوں میں اپنے سمدی کی بہت سی تعریف کر لیا کہ حقیقت میں
سمدی ہی ہوں تو مرلی منو ہر کے سمدی جیسے اشرف اور سمجھ دان ہوں جو لوگ
کی بات سوچتے ہیں اور پہلے بُرے کو سمجھتے ہیں مے ہی دوست ہونیکے لائق ہیں
نالایتق دوست یا بھائی یا رشتہ دار سے ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہتی ہے پر اتنا
نالایتقوں اور مورکھوں سے بچاؤ بڑوں کا بچن ہے گیانی سے گیانی
ملے کرے گیانی کی بات * مورکھ سے مورکھ ملے کیا کئی کیا لات *

تنبیہ
عقل مند وہ لوگ ہیں کہ جو ایک دفعہ ٹھوکر کھا کر دوسری بار میں سنبھل جاتے ہیں
اور بیوقوف وہ ہیں کہ کسی بار ٹھوکر کھانے پر بھی اذکوار پنا نفع نقصان نہیں

سوچتا سیانے آدمیوں کو مورکھوں کے دھوکے اور دم مین نہ آنا چاہئے
زندگی کا ہر دسہ نہیں ہے موت کے روبرو بوڑھے جوان بالک مرد و عورت
سب برابر ہیں جو گھڑی اور ساعت نیک کاموں میں خرچ ہو او تم لا بہر ہے
مورکھوں کی زبان سے دُرنا سچا ہے اونکا زور سوائے بُرا کہنے کے اور کچھ
نہیں چل سکتا جس مورکھ کو بُرے پہلے ہاں لا بہر کی پہچان نہ ہو اس کے کہنے
سننے پر کیا چھتا ہے اور اونکا بچن اور کرتب بشواس کر نیکے یوگ کٹا سکتا

پرارتھنا التجا

جیسا کچھ فائدہ لڑکیوں اور عورتوں کے پڑھانے لکھانے کا تھا اچھی طرح
اوسکا بیان کیا گیا اب پرارتھا سے یہ دعا ہے کہ ہے پریشہ سنساریوں
مند بہاگیوں کو بُری راہ سے پھیر کر نیکیوں کا مارگ دکھلا اور استری پریشوں
کے دلوں میں پڑھنے لکھنے کا شوق بڑھا اور سرکار گورنمنٹ کی خدمت میں ہم
التماس ہے کہ اس کتاب کے حرف حرف پر غور فرما کر اس کے نتیجہ پر تصوف فرمایا
جائے اور میں عام خیر خواہ خلائق ہوں اسلئے اپنے ذمہ خوشی دل کے ساتھ
محنت گوارا کر کے کسی خاص غرض سے اسکو تصنیف کیا ہے *

حسامتہ

خردمند اسکو کرے پسند	کہ ہوتے ہیں بل خردمند	پڑھیں سچ کو اس کو کیا	تو ہوا بل خوش خردمندان
جو بوجھ تین اسکو پہن لگ	اسو خانہ میں جو بہن ہو	مجھ میں او شوق ضرور	خدا داد نہیں مجھ ضرور
لیاقت میں جس کو ہونا	کرن خود بخود جانا ہو	جہالت نفرت کرتی ہو	ہیں نیک صحبت میں ہر دو
کیا تو نے کیا جو حجت کام	او جا لکھیا راہ میں بہر عام		

بیان انجمن راجپوتانہ اجمیر

چند ماہ سے مقام اجمیر میں ایک انجمن حسب منشاء حکم قضا توام جناب لیلی سائرس
احمد بہادر کمرشہزہ اجمیر بہ اہتمام جناب منشی امین چند صاحب رئیس عظمیٰ ملک پنجاب

مجلس

بہادر بندوبست ضلع اجمیر و میر واڑہ و بابو پنڈت بہاگ رام صاحب قائم مقام
اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر قائم ہوئی ہے جناب مدد و حین کے فیض عام سے تھوڑے
ہی عرصہ میں اس جلسہ نے اس قدر رونق پائی کہ جمیع روساء شہر کی زبان پر کلمات
شکریہ ہر وقت جاری رہتے ہیں جناب منشی امین چند صاحب و جناب پنڈت
ہماراج کشن صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا اگر تفصیل وار
بیان لکھا جائے ایک کتاب جدا بن جائے۔ میں مصنف نسخہ ہدائے ہی اس
کتاب کی نقل جلسہ میں پیش کی تھی چنانچہ اسکی نسبت جو تحریر کہ انجمن کی طرف سے
عنایت ہوئی اسکی نقل درج کیجاتی ہے *

انجمن راجپوتانہ کی رائے

منشی چتر بھوج سہاسی بہادر گو راجت تخلص مصنف کتاب نے یہ کتاب اس
طلب اے انجمن راجپوتانہ واقع اجمیر میں ارسال کی انجمن نے نہایت خوشی
کے ساتھ اسکو ثبت رائے کے لئے ایک سب کمیٹی کی سپرد کیا سب کمیٹی کے
ہر ایک ممبر نے اسکو سراپا دیکھا اور اپنی اپنی رائے ثبت کی انجمن نے ہر ایک
ممبر کی رائے کو اس کاغذ میں ثبت کرنا طول عمل تصور کیا مگر ادون سب
رايون کا حاصل یہ ہے کہ یہ کتاب جس غرض سے تصنیف کی گئی ہے

اوسکے لئے بہت عمدہ ہے یعنی اسکی عبارت خیالات مضامین اور یہ مکمل
 قصہ ایسی طرح لکھا گیا ہے کہ ہندوؤں کی لڑکیاں اسکو پڑھ کر اپنے اخلاق اور
 چلن کو بشرط توجہ درست کر سکیں گی۔ انجمن منشی چتر بھوج سہاسے کا اس مفید
 محنت کی برداشت کرنے کا شکریہ ادا کرتی ہے اور اس بات کی مبارکباد دیتی ہے
 کہ گورنمنٹ نے بھی اوسکے اس کام کی قدر دانی کی اور ہمارے روپیہ انعام دیا۔
 دستخط منشی امین چند اسسٹنٹ جرنل پرنسپل انجمن اجوتانہ

اشتہار

واضح ہو کہ یہ کتاب بموجب قانون بستم شدہ اعدا داخل ہے جسے ہر گز
 ہے لہذا جمیع صاحبان اہل مطابع کی خدمت میں التماس ہے کہ بلا اجازت
 بندہ کے قصہ چاہے نہ کانفرنس میں فقط

العبد
 چتر بھوج سہاسے بہار گوشہ رام صنف کتابخانہ

اشتهار کتب موجودہ مطبعہ ست پرکاش گروہ محلہ حکیم گلی

مہا بہارت سنسکرت وارڈو آو پرپ سے بہشتم پرپ تک
خلاصہ مہا بہارت و منوسمرتی بنزبان سنسکرت و بھاشا

خلاصہ مہا بہارت اردو ۹

کیلاش مارگ ۱۱

کرشن کہنڈ ۱۲

بھگوت گیتا سنسکرت وارڈو و مطابق ترجمہ سری نیکنہ ۱۲

ہرمیڈ ہی استوت سنسکرت و بھاشا ۱۱

LYTTON LIBRARY, ALIGARH.

DATE SLIP

1915

176 This book may be kept

FOURTEEN DAYS

A fine of **one anna** will be charged for
each day the book is kept over time.
